جلد ۳۴ ۱۸ ماہ امان ۱۳۲۵ ہش ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۶۵ھ ۱۸ مارچ ۱۹۴۶ء نمبر ۶۵

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۷ ماہ امان - حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً اچھی ہے احباب کامل صحت کے لئے دعا فرمائیں

خان بہادر چودہری ابوالہاشم خان صاحب کو ابھی تک افاقہ نہیں کمزوری اور بے خوابی بدستور ہے - احباب دعائے صحت کریں۔

یہ خبر خوشی کے ساتھ سنی جائے گی - کہ ڈاکٹر چودہری عبدالاحد صاحب ایم - ایس - سی - پی - ایچ - ڈی ڈائرکٹر فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ سوسائٹی آف کیمیکل انڈسٹری کے ممبر اور برٹش کیمیکل سوسائٹی لنڈن کے فیلو منتخب کئے گئے ہیں - یہ ایک بڑا اعزاز ہے - اور سائنس کے اداروں میں اس کی خاص حیثیت ہے - ہم ڈاکٹر صاحب موصوف کو مبارکباد کہتے ہیں -

جناب علی محی الدین صاحب اپنے اہل و عیال سمیت مدراس سے چند دنوں کے لئے تشریف لائے ہیں - آپ ایک پرانے اور مخلص احمدی ہیں -

نظارت دعوت و تبلیغ نے مولوی محمد یار صاحب عارف گیانی واحد حسین صاحب اور خواجہ خورشید احمد صاحب کو لاہور چھاؤنی کے جلسہ میں شمولیت کے لئے بھیجا -

کل اللہ بخش صاحب محلہ دار العلوم نے اپنے لڑکے بشیر احمد صاحب کے ولیمہ کی دعوت دی -

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مردانِ خدا کی علامات

"مردانِ خدا جو خدا تعالیٰ سے محبت اور مودّت کا تعلق رکھتے ہیں - وہ صرف پیشگوئیوں تک اپنے کمالات کو محدود نہیں رکھتے - ان پر حقائق اور معارف کھلتے ہیں اور دقائق و اسرار شریعت اور دلائل لطیفہ حقانیت ملت انکو عطا ہوتے ہیں - اور اعجازی طور پر ان کے دل پر دقیق در دقیق علوم قرآنی اور لطائف کتاب ربانی اتارے جاتے ہیں - اور وہ ان خوارق العادت اسرار اور سماوی علوم کے وارث کئے جاتے ہیں - جو بلا واسطہ موہبت کے طور پر محبوبین کو ملتے ہیں - اور خاص محبت ان کو عطا کی جاتی ہے - اور ابراہیمی صدق و صفا ان کو دیا جاتا ہے اور روح القدس کا سایہ ان کے دلوں پر ہوتا ہے - وہ خدا کے ہو جاتے ہیں - اور خدا ان کا ہو جاتا ہے - ان کی دعائیں خارق عادت طور پر آثار دکھاتی ہیں - ان کے لئے خدا غیرت رکھتا ہے - وہ ہر میدان میں اپنے مخالفوں پر فتح پاتے ہیں ان کے چہروں پر محبت الٰہی کا نور چمکتا ہے - ان کے در و دیوار پر خدا تعالیٰ کی رحمت برستی ہوئی معلوم ہوتی ہے - وہ پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں ہوتے ہیں - خدا ان کے لئے اس شیر مادہ سے زیادہ غصہ ظاہر کرتا ہے - جس کے بچے کو کوئی لینے کا ارادہ کرے وہ گناہ سے معصوم - وہ دشمنوں کے حملوں سے معصوم - وہ تعلیم کی غلطیوں سے بھی معصوم ہوتے ہیں - وہ آسمان کے بادشاہ ہوتے ہیں - خدا عجیب طور پر ان کی دعائیں سنتا ہے - اور عجیب طور پر ان کی قبولیت ظاہر کرتا ہے - یہاں تک کہ وقت کے بادشاہ ان کے دروازوں پر آتے ہیں - ذوالجلال کا خیمہ ان کے دلوں میں ہوتا ہے - اور ایک رعب خدائی ان کو عطا کیا جاتا ہے - اور شاہانہ استغنا ان کے چہروں سے ظاہر ہوتا ہے - اور وہ دنیا اور اہل دنیا کو ایک مرے ہوئے کیڑے سے بھی کمتر سمجھتے ہیں فقط ایک کو جانتے ہیں - اور اس ایک کے خوف سے ہر دم گداز ہوتے رہتے ہیں - دنیا ان کے قدموں پر گری جاتی ہے - گویا خدا ان کا جامہ پہن کر ظاہر ہوتا ہے - وہ دنیا کا نور اور اس ناپائدار عالم کا ستون ہوتے ہیں - وہی سچا امن قائم کرنے کے شہزادے اور ظلمتوں کے دور کرنے کے آفتاب ہوتے ہیں - وہ نہاں در نہاں اور غیب الغیب ہوتے ہیں - کوئی ان کو پہچانتا نہیں مگر خدا - اور کوئی خدا کو پہچانتا نہیں مگر وہ - وہ خدا نہیں ہیں - مگر نہیں کہہ سکتے کہ خدا سے الگ ہیں - وہ ابدی نہیں ہیں - مگر نہیں کہہ سکتے کہ کبھی مرتے ہیں۔"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۷۹-۸۰)

بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا

ایڈیٹر :- غلام نبی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۶۵ھ مطابق ۱۸ امان ۱۳۲۵ ہش

"سخت ذہین اور فہیم" ہونے کی تازہ مثال

(از ایڈیٹر)

تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ جب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ سے پوچھا گیا کہ ہندوستانی قومی فوج کے جوانوں کے ساتھ کیا سلوک ہونا چاہیئے۔ تو حضور نے ان لوگوں کے طریق عمل کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا۔

"اگر ان کو سزا دی جائے۔ تو گورنمنٹ اپنے حق کو پورا کرے گی۔ مگر اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ اکثر ان میں سے ایسے تھے۔ جو مار پیٹ کے نتیجہ میں ان میں شامل ہوئے۔ اور بعض ایسے تھے جو گو مار پیٹ کی وجہ سے تو نہ شامل ہوئے تھے۔ لیکن ایسے حالات سے گزرے۔ کہ ان کے لئے آزادانہ فیصلہ ناممکن تھا۔ پس اصل قصور جاپانیوں کا ہے۔ جنہوں نے بین الاقوامی قانون کے خلاف کام کیا۔ پس ہمارے نزدیک تو اصل سزا جاپانیوں کو ملنی چاہیئے۔ اور ان (نیشنل آرمی والوں) میں سے صرف ایسے لوگوں کو جن کے متعلق یقین ہو جائے۔ کہ نیشنل آرمی کے کام سے سچی دلچسپی رکھتے تھے۔ برطرف کر دیا جائے۔" (الفضل ۱۵ نومبر)

اس پالسی پر اگر حکومت عمل کرتی۔ تو امید کی جاسکتی تھی۔ کہ وہ حالات ہرگز نہ پیدا ہوتے۔ جو اب پیدا ہو رہے ہیں۔ اور جن کی طرف اسی وقت حضور نے ان الفاظ میں اشارہ فرما دیا تھا۔ کہ "ان (نیشنل آرمی والوں) میں سے ایک حصہ کو کانگرس پراپیگنڈا کے لئے ملازم رکھ لے گی"۔ حکومت نے عام جوانوں کو تو برطرف کر دیا۔ اور جن کو قصوروار سمجھا۔ ان پر مقدمات چلا رہی اور سزائیں دے رہی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے۔ کہ ایک طرف تو ان سزاؤں کی وجہ سے عوام میں ناراضی اور غصہ کے جذبات پیدا ہو رہے ہیں۔ اور دوسری طرف جن لوگوں کو برطرف کیا جا رہا ہے۔ ان پر کانگرس قبضہ جماتی جا رہی ہے۔ چنانچہ پٹنہ کی ایک تازہ خبر جو ایسوسی ایٹڈ پریس نے بھیجی ہے۔ مظہر ہے۔ کہ

"ہندوستانی قومی فوج کے جو جوان رہائی حاصل کر رہے ہیں۔ ان سے منظم طریق پر خدمت لینے کا معاملہ کانگرسی راہ نماؤں کے زیر غور ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ ان جوانوں کو ملک کے طول وعرض میں پھیلا دیا جائے گا۔ اور ان سے کانگرسی رضا کاروں کو فوجی ڈسپلن سکھانے کی خدمت لی جائیگی"۔

ظاہر ہے۔ کہ ڈسپلن کے ساتھ ہی یہ لوگ کانگرس کا پراپیگنڈا بھی کرینگے جیسا کہ ان میں سے وہ لوگ جن کو پبلک میں آنے کا موقع مل رہا ہے۔ کر بھی رہے ہیں۔ اور حکومت کے خلاف خطرناک زہر پھیلا رہے ہیں۔ اب ہر شخص بآسانی اندازہ لگا سکتا ہے۔ کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے ان حالات کے رونما ہونے سے قبل جس رائے کا اظہار فرمادیا تھا۔ وہ کس قدر اہمیت رکھتی تھی۔ اور حکومت کے لئے اسے مدنظر رکھنا کتنا ضروری تھا۔ اگر ہندوستانی قومی فوج کے عام جوانوں کو مجبور اور معذور قرار دے کر ان کی ملازمتوں سے برطرف نہ کیا جاتا۔ اور ان کی سابقہ خدمات کا لحاظ کرتے ہوئے ان کے ساتھ حسن سلوک کیا جاتا۔ تو ان لوگوں پر بہت اچھا اثر پڑتا۔

ہمیں اس بارے میں کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیشگوئی کی صداقت میں صرف ایک تازہ مثال پیش کرنا مقصود ہے۔ کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو خدا تعالیٰ نے ایک روشن ضمیر اور "سخت ذہین و فہیم" بنایا ہے۔ کہ سیاسی معاملات میں بھی آپ کا ذہن جہاں تک رسائی رکھتا ہے۔ وہاں تک سیاسیات کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنانے والوں اور دن رات سیاسی جوڑ توڑ میں مصروف رہنے والوں کا ذہن بھی نہیں پہنچ سکتا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آپ جو بات سرسری طور پر بھی فرما دیں۔ وہ غور و فکر کرنے والوں کی سکیموں سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔

سندھ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے دورہ کا پروگرام

ناصر آباد کنجیجی۔ مولوی عبدالعزیز صاحب بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں۔ کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ حسب ذیل پروگرام کے مطابق مختلف مقامات کا دورہ فرمائینگے۔ انشاء اللہ۔

۱۶ مارچ ——— ناصر آباد سے محمد آباد تشریف لے جائینگے

۱۸ مارچ ——— صبح ——— محمد آباد سے کنری

شام ——— کنری سے احمد آباد

۱۹ مارچ ——— احمد آباد سے محمود آباد یہاں ۲۲ مارچ تک مقیم رہینگے

۲۳ مارچ ——— محمود آباد سے واپس ناصر آباد

حضرت ام المومنین اطال اللہ بقائہا۔ سیدہ امۃ الرشید صاحبہ۔ سیدہ ام متین صاحبہ سیدہ امۃ الباسط صاحبہ۔ سیدہ امۃ الحکیم صاحبہ۔ سیدہ امۃ المتین صاحبہ۔ سیدہ امۃ الجمیل صاحبہ۔ مکرم ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب مکرم چوہدری مظفر الدین صاحب پرائیویٹ سیکرٹری مکرم میاں عبدالرحیم احمد صاحب اور دیگر احباب حضور کے ہمراہ ہیں۔

کل حضور نے خطبہ جمعہ میں جماعت کو اخبار الفضل سے باقاعدہ خطبہ پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی تلقین فرمائی۔ نیز تبلیغ کرنے کی بھی تحریک فرمائی۔

امتحان "اخلاق احمدؐ" کے متعلق اعلان

ناصرات الاحمدیہ شعبہ لجنہ اماء اللہ کے زیر اہتمام گیارہ سال سے پندرہ سال تک کی بچیوں کے امتحان کے لئے کتاب "اخلاق احمدؐ" مقرر کی گئی ہے۔ امتحان ۱۴ اپریل کو ہوگا۔ (انشاء اللہ) نگران ناصرات امتحان میں شریک ہونے والیوں کی فہرست بنا کر جلد از جلد بھجوا دیں۔

کتاب دفتر لجنہ اماء اللہ سے چار آنہ قیمت پر مل سکتی ہے۔

سیدہ بشریٰ جنرل نگران ناصرات الاحمدیہ

چندہ جلسہ سالانہ کی فہرستیں جلد بھجوائیں

چندہ جلسہ سالانہ کے متعلق اخبار الفضل مجریہ ۳/۲۶ ۷ میں ایسی جماعتوں کی فہرست شائع کرائی گئی تھی۔ جن کی طرف سے چندہ جلسہ سالانہ کی فرداً فرداً بجٹ وصولی اور واجب الادا بقایا کی فہرستیں نہیں آئی تھیں۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ ابھی تک اس اعلان کے بعد صرف دو جماعتوں کی طرف سے فہرستیں موصول ہوئی ہیں۔ باقی ماندہ جماعتوں کے عہدیداران کی خدمت میں پھر عرض ہے۔ کہ وہ اپنی اپنی جماعت کی مطلوبہ فہرستیں جلد ارسال فرمائیں۔ اور یہ بھی درج کریں کہ بقایا دار دوست کب تک بقایا ادا کرنے کا وعدہ کرتے ہیں۔

(ناظر بیت المال)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر قرآن مجید میں

والفجر ولیال عشر و شفع والوتر والیل اذا یسر (فجر)

مجھے قسم ہے ایک آنے والی فجر کی اور دس راتوں کی اور ایک جفت کی اور ایک وتر کی اور مذکورہ بالا دس راتوں کے بعد آنے والی رات کی جب وہ چل پڑے۔ سورۃ فجر بھی ان سورتوں میں سے ہے۔ جن میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ترقی اور آنے والے موعود کی خبر یکجائی طور پر بیان کی گئی ہے۔

والفجر ولیال عشر میں ایک طرف تو یہ بتایا گیا تھا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو ترقی حاصل کرنے کے لئے پورے دس سال مصائب اور مشکلات کا تختہ مشق بننا پڑے گا۔ یہ سورۃ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دعوئے نبوت کے تیسرے سال کے آخر میں نازل ہوئی۔ آپ تیرہ سال مکہ میں رہے۔ پہلے تین سال مخالفت نہیں ہوئی لیکن اس کے بعد مکہ والوں نے شدید مخالفت شروع کردی۔ غرض پورے دس سال مسلمان کفار کا تختۂ مشق بنے رہے۔ آخر خدا تعالےٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ سے ہجرت کی اجازت دی۔ اور آپ مدینہ تشریف لے گئے۔ یہ ہجرت وہی فجر ہے جس کا اس سورۃ میں ذکر کیا گیا ہے۔ اور اسی ہجرت سے اسلام کے سورج کا طلوع ہوا یعنی اسلام پھیلنا شروع ہو گیا۔ دوسری طرف والفجر ولیال عشر میں یہ پیشگوئی کی گئی تھی۔ کہ اسلام کی ترقی کے زمانہ کے بعد جو کہ تین سو سال ہے دس صدیاں فیج اعوج کی آئیں گی۔ اور ان کے گزرنے کے بعد ایک فجر کا ظہور ہوگا۔ یعنی اسلام کا سورج پھر طلوع ہوگا اور وہ موعود جس کے آنے کی پیشگوئی پچھلی سورتوں میں کی گئی ہے یعنی مسیح موعود اس کا ظہور ہوگا۔

والشفع والوتر میں ایک طرف تو یہ پیشگوئی کی گئی تھی۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے بعد ایک شفع اور وتر کا واقعہ ہوگا اور وہ واقعہ یہ ہوا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ دونوں جب مکہ میں سے ہجرت کر کے نکلے۔ تو غار ثور میں جا کر چھپ گئے۔ کفار کو جب علم ہوا۔ تو وہ تعاقب کرتے ہوئے اس غار کے مونہہ پر پہونچ گئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے جب کفار کو غار کے مونہہ پر باتیں کرتے ہوئے سنا تو آپ گھبرا گئے اور عرض کی یا رسول اللہ! اگر میں مارا گیا۔ تو دنیا میں صرف ایک آدمی مارا جائیگا۔ لیکن اگر آپ مارے گئے۔ تو اسلام مارا جائیگا حضرت ابوبکرؓ کی یہ گھبراہٹ دیکھ کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا تحزن ان اللہ معنا۔ غم مت کر خدا تعالےٰ ہمارے ساتھ ہے ہم صرف دو نہیں بلکہ ایک خدا جو وتر ہے ہمارے ساتھ ہے۔ یہ وہ شفع اور وتر کا واقعہ ہے جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہلی بعثت کے وقت ہوا۔ والشفع والوتر میں دوسری طرف یہ خبر دی گئی تھی۔ کہ ایک شفع اور وتر کا واقعہ اس وقت ہوگا۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا دوبارہ ظہور ہوگا۔ اور آپ کا ایک خادم بھی جو کہ آپ کا بروز ہوگا ظاہر ہوگا۔ تو وہ وقت بھی اسلام کے لئے نہایت سخت ہوگا۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اپنے شاگرد سمیت گویا محصور ہوجائینگے۔ تب وتر یعنی اللہ تعالےٰ اس بات کو ثابت کریگا۔ کہ وہ اسی طرح اب بھی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھی کے ساتھ ہے جس طرح کہ آپ کی پہلی بعثت کے وقت آپ کے اور آپ کے ساتھی کے ساتھ تھا۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی پہلی بعثت میں حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ غار ثور میں محصور ہو گئے تھے۔ لیکن دوسری بعثت میں غار ثور ہندوستان بنا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام ہے "رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پناہ گزین ہوئے قلعہ ہند میں" (تذکرہ صفحہ ۶۶۴)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"جس طرح پہلے کفار کے حملہ سے بچنے کے لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے غار ثور میں پناہ لی۔ اور حضرت ابوبکرؓ آپ کے ساتھ تھے اسی طرح آخری زمانہ میں آپ کی روحانیت کفر سے بچنے کے لئے قلعہ ہند میں پناہ گزین ہوئی ہے۔ اس الہام الٰہی نے صاف بتا دیا تھا۔ کہ دوسری غار ثور ہندوستان میں ہونے والی ہے پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم غار ثور میں پناہ لیں گے۔ پھر آپ کے ساتھ آپ کا ایک ساتھی ہوگا۔ اور پھر آپ لئے فرمائینگے کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے یعنی اللہ تعالےٰ کی مدد اور اسکی نصرت سے وہ قید ہی کامیابی کا ذریعہ ہوجائے گی . . . . . .

علاوہ ازیں والشفع والوتر کے ایک اور معنے بھی ہوسکتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ درمیانی عطف کو الفجر کی طرف منسوب نہ کیا جائے۔ بلکہ شفع کیطرف پھیرا جائے۔ اس صورت میں اس کے یہ معنے نہ ہونگے۔ کہ ہم قسم کھاتے ہیں شفع کی۔ اور ہم قسم کھاتے ہیں وتر کی۔ . . . اس صورت میں اس آیت کے یہ معنے ہونگے۔ کہ میں اس شفع کو شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں۔ جو ساتھ ہی وتر بھی ہے یعنی ایک جہت سے وہ شفع ہے۔ اور ایک جہت سے وتر ہے۔ اور یہ مطلب ہوگا۔ کہ لیال عشر کے بعد جو فجر ظاہر ہوگی۔ وہ ایسے وجود کے ذریعہ سے ظاہر ہوگی۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا غیر ہوتے ہوئے پھر غیر کہلانے کا مستحق نہیں ہوگا۔ بظاہر وہ دوسرا ہوگا۔ اور شفع کہلائیگا۔ لیکن باوجود ایک دوسرا شخص ہونے کے اس کے آنے سے دو نبی نہیں ہوجائیں گے۔ دو امام نہیں ہوجائینگے بلکہ وہ ایسا فنافی الرسول ہوگا۔ کہ باوجود اس کے آنے کے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک کے ایک ہی رہیں گے۔ یعنی وہ یہ کہیگا کہ وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے اور وہ کہیگا کہ من فرق بینی وبین المصطفیٰ فما عرفنی وما رای۔ جس نے کہا کہ میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے علیحدہ وجود ہوں۔ وہ الگ ہیں اور میں الگ فما عرفنی وما رای اس نے مجھے نہیں پہچانا۔ بلکہ وہ گمراہ ہو گیا۔" (تفسیر کبیر پارہ عم، ۵۲۷)

"دوسرے اس کے یہ معنے ہوں گے۔ کہ ایسا وجود ظاہر ہوگا۔ جسے لوگ دو سمجھتے ہونگے یعنی مہدی اور عیسےٰ لیکن وہ وتر ہوگا۔ اور باوجود شفع سمجھے جانے کے جب وہ ظاہر ہوگا تو وتر ثابت ہوگا۔ . . . . . دو کاموں کی وجہ سے اسے دو عہدے ملیں گے۔ مگر در حقیقت وہ ایک ہی وجود ہوگا۔" (ایضاً صفحہ ۵۲۸)

وہ مسلمان جو کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں مسیح موعود کا ذکر نہیں۔ دیکھیں اور غور فرمائیں۔ کہ آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مثیل دنیا کو دکھا رہا ہے۔ کہ قرآن کریم میں سورۂ تکویر سے لے کر سورۂ فجر تک ایک ایسے موعود کی خبر دی گئی ہے۔ جس نے فیج اعوج کا ایک ہزار برس گزرنے کے معاً بعد ظاہر ہونا تھا۔ اس کی دو جہتیں ہونی تھیں ایک لحاظ سے نبی اور ایک لحاظ سے امتی یعنی فنافی الرسول ہو کر اس نے نبوت کا درجہ پانا تھا۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی چادر اوڑھنی تھی۔ اور اس نے گواہی دینی تھی۔ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم زندہ نبی ہیں۔ جن کی پیروی سے ایک امتی نبی ہوسکتا ہے۔ اس نے اسلام پر ہی عمل کرنا تھا۔ اور اسلام پر ہی عمل کرانا تھا۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنا تھا۔ اور وہی لوگوں سے پڑھوانا تھا۔ دو کاموں کی وجہ سے اس کے دو منصب بننے تھے۔ یعنی مسیح اور مہدی غرض خدا تعالےٰ نے جو پیشگوئی کی۔ وہ بڑی شان سے پوری ہوئی۔ اور حضرت میرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ ۱۳۰۸ھ میں کیا۔ اور اعلان فرمایا:۔

"اگر یہ عاجز حق پر نہیں تو پھر وہ کون آیا جس نے اس چودھویں صدی کے سر پر مجدد ہونے کا ایسا دعوےٰ کیا۔ جیسا کہ اس عاجز نے کیا۔ کیا کوئی الہامی دعاوی کے ساتھ تمام مخالفوں کے مقابل پر ایسا کھڑا ہوا۔ جیسا کہ یہ عاجز کھڑا ہوا۔ . . . . آپ لوگ اگر سچ پر ہیں تو سب ملکر دعا کریں۔ کہ مسیح ابن مریم جلد آسمان سے اترتے دکھائی دیں۔ اگر آپ حق پر ہیں۔ تو یہ دعا قبول ہوجائے گی . . . . لیکن آپ یقیناً سمجھیں کہ یہ دعا ہرگز قبول نہیں ہوگی۔ کیونکہ آپ غلطی پر ہیں۔ مسیح تو آچکا۔ لیکن آپ نے اسکو شناخت نہیں کیا۔ اب یہ امید موہوم آپ کی ہرگز پوری نہیں ہوگی۔ یہ زمانہ گزر جائے گا۔ اور کوئی ان میں سے مسیح کو اترتے نہیں دیکھے گا۔"
(ازالہ اوہام جلد اول طبع پنجم صفحہ ۶۵)

الغرض وہ مسیح موعود جس کا قرآن مجید کی متعدد آیات میں ذکر ہے۔ وہ رسول کریم صلے اللہ

ہز میجسٹی کنگ جارج ششم کی خدمت میں تبلیغی مکتوب

(اور)

احمدیہ لٹریچر

مکرم محترم مولوی جلال الدین صاحب شمس مبلغ انچارج احمدیہ مشن لنڈن اور امام مسجد احمدیہ لنڈن نے ہز میجسٹی کنگ جارج ششم کی خدمت میں جو تبلیغی خط معہ احمدیہ لٹریچر ارسال کیا۔ اگرچہ اس کا ترجمہ ایک گزشتہ پرچہ میں دیا جا چکا ہے۔ لیکن حال میں جناب مولوی صاحب موصوف نے اس کا مفصل ترجمہ ارسال فرمایا ہے۔ جو درج ذیل کیا جاتا ہے۔

۱۹۴۴ء میں میں نے بعض قومی لیڈروں اور بادشاہوں کو احمدیہ لٹریچر بھیجا تھا۔ مدت سے ارادہ تھا کہ ہز میجسٹی کنگ جارج ششم کی خدمت میں بھی لٹریچر روانہ کروں۔ چنانچہ ۲۸ دسمبر ۱۹۴۵ء کو میں نے ایک خط کے ہمراہ چار کتابیں مع اپنی کتاب "اسلام تعلیمیں۔ اسلام" کو رکھ کر باقی کتب مجھے واپس کر دی گئیں۔ خط اور اس کا جواب مندرجہ ذیل ہے۔

عالیجناب کنگ جارج ششم۔

یور میجسٹی۔ راقم خدائے قادر و توانا کا ایک خادم ہے۔ جس کی بارگاہ میں بادشاہ اور عام لوگ برابر ہیں۔ مگر یہ کہ کوئی اس کی منشاء کے مطابق کام کرنے میں دوسروں پر سبقت لے جائے۔ اور یونائیٹڈ کنگڈم میں عالمگیر احمدیہ موومنٹ کا ایک نمائندہ ہوں۔ اور اس امر کا خواہشمند ہوں کہ یور میجسٹی کو نئے سال پر تحفہ پیش کروں۔

میرا تحفہ چار کتابیں ہیں۔ جو ایک ایسے قیمتی خزانہ پر مشتمل ہیں جسے دنیا دار لوگوں کی طرف سے بسا اوقات رد کر دیا جاتا ہے۔ اور دولتمندوں کا اُسے رد کرنا اتنا عام ہے کہ دو ہزار سال ہوئے جب ایک خدائی معلّم کو یہ کہنا پڑا۔

"اونٹ کا سوئی کے ناکے میں سے نکل جانا اس سے آسان ہے۔ کہ دولتمند خدا کی بادشاہت میں داخل ہو۔" لیکن جو لوگ اُسے قبول کر لیتے ہیں۔ وہ خدا کی برکات کے مورد ہوتے ہیں۔ اور اُس کی طرف سے وہ زمین و آسمان دو دنیا و آخرت میں عزت دیئے جاتے ہیں۔ اس دنیا کی بادشاہت ایک عارضی چیز ہے۔ جو عرصہ دراز تک قائم نہیں رہتی۔ بہت سے بادشاہ حالات سے مجبور ہو کر اپنی زمینی بادشاہتوں سے محروم ہو گئے۔

لیکن جو آسمانی بادشاہت میں داخل ہوتے ہیں وہ ابدی برکت و رحمت سے خوش وقت ہوتے ہیں۔

یور میجسٹی اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ ایک مذہبی شخص کو جیسا کہ خاکسار ہے۔ اس کا مذہب سب سے زیادہ قیمتی چیز ہے۔ جس کے لئے وہ ہر چیز قربان کرنے کو تیار ہوتا ہے۔ اگر ضرورت پڑے تو جان بھی قربان کر دیتا ہے۔ اس لئے جب ایسا شخص اپنے مذہب کو کسی کے سامنے پیش کرتا ہے۔ تو وہ ایسی چیز پیش کرتا ہے۔ جو اُسے سب سے پیاری ہوتی ہے۔ مجھے امید ہے۔ کہ یور میجسٹی اس سپرٹ میں ازراہ مہربانی میرے تحفے کو قبولیت کا شرف بخشیں گے۔

مجھے اجازت ہو تو میں یہاں چند الفاظ جماعت احمدیہ کے متعلق کہنا چاہتا ہوں۔ یور میجسٹی یہ معلوم کر کے خوش ہونگے کہ ہماری جماعت نے مجموعی لحاظ سے یور میجسٹی کی گورنمنٹ کی جنگ میں ہر ممکن طریق سے مدد کی ہے۔ اس نے پندرہ ہزار سے زیادہ سپاہی دیئے اور اڑھائی سو اور تین سو کے درمیان مختلف درجوں کے آفیسرز دیئے جو جنگ کے ہر میدان میں جا کر لڑے اور یہ تعداد جماعت کی مجموعی تعداد کی نسبت سے ایک بہت بڑی تعداد ہے۔

احمدیہ موومنٹ کی بنیاد خدا تعالیٰ نے حضرت احمدؑ ساکن قادیان پنجاب انڈیا کے ذریعہ جو اس زمانہ کے نبی اور اس تاریک زمانہ کے نور تھے۔ ۱۸۸۹ء میں رکھی تھی۔ وہ مسیح علیہ السلام کی روح و قوت میں ظاہر ہوئے۔ جیسا کہ حضرت یحیٰیؑ حضرت ایلیاؑ کی روح و قوت میں ظاہر ہوئے تھے۔ مسیح کی آمد ثانی کی پیشگوئی آپ کے حق میں پوری ہوئی جیسا کہ ایلیاءؑ کی آمد ثانی کی پیشگوئی کا مصداق حضرت یحیٰیؑ ثابت ہوئے۔ مختلف مذاہب کے پیروؤں نے ان کی سخت مخالفت کی۔ ان کے متبعین پر ظلم کیا گیا۔ مخالفت کے سیلاب آئے۔ "مینہ برسا اور پانی چڑھا اور آندھیاں چلیں۔ اور اس گھر پر ٹکریں لگیں لیکن وہ نہ گرا۔ کیونکہ اس کی بنیاد چٹان پر ڈالی گئی تھی۔"

یور میجسٹی کی پردادی ملکہ وکٹوریہ آنجہانی کا زمانہ تھا۔ جبکہ احمدؑ نے موعود ریفارمر اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ انہوں نے ہز میجسٹی کی اپنی کتابوں میں تعریف کی ہے۔ کیونکہ ان کے عہد میں ہندوستان میں ہر جگہ مذہبی آزادی اور امن قائم تھا۔ خدا تعالیٰ ان سے ویسے ہی ہمکلام ہوا۔ جیسا کہ وہ موسیٰ عیسیٰ اور محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ہمکلام ہوا تھا۔ اور خدا تعالیٰ نے ان کے ذریعہ ان کے اس دعویٰ کی تائید میں کہ وہ خدا کے رسول تھے بہت سے نشانات ظاہر کئے۔ اور انہیں مستقبل کے بہت سے مخفی واقعات پر اطلاع دی۔

نومبر ۱۹۰۰ء میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً فرمایا۔ "آپ کے ساتھ انگریزوں کا نرمی کے ساتھ ہاتھ تھا اسی طرف خدا تعالیٰ تھا۔ جو آپ تھے آسمان پر دیکھنے والوں کو ایک رائی برابر غم نہیں ہوتا۔" اسلئے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ گزشتہ دو عالمی جنگوں میں خدا تعالیٰ نے اسی وجہ سے انگریزوں کو مغلوب ہونے سے بچایا۔

خدا تعالیٰ نے انہیں جس طرح جنگوں کے متعلق اطلاع دی۔ اسی طرح اس نے یہ بھی خبر دی۔ کہ ان کی جماعت روئے زمین پر پھیل جائیگی۔ اور آخر کار لوگ جنگوں کو خیر باد کہہ کر محبت و مودت سے رہینگے۔ اور روئے زمین پر امن قائم ہو جائیگا۔ ان کی منجملہ بہت سی الہامی پیشگوئیوں کے ایک تقسیم بنگال کے متعلق تھی۔ جو یور میجسٹی کے معزز باپ کے ذریعہ پوری ہوئی جس کی کیفیت وقوع یور میجسٹی تحفہ شہزادہ ویلز کے صفحہ ۸۳-۸۵ پر ملاحظہ فرما سکتے ہیں آپ کی صداقت کا ایک ظاہر و باہر نشان

جماعت احمدیہ کے موجودہ ہیڈ ہیں جو پیشکردہ تین کتابوں کے مؤلف ہیں۔ ان کی پیدائش سے تین سال پہلے خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو یہ بشارت دی کہ انہیں ایک لڑکا عطا کیا جائیگا۔ جو بہت ذہین اور دل کا حلیم ہوگا۔ وہ ان کی نظیر ہوگا۔ اور ان کا خلیفہ بنے گا۔ خدا اس سے کلام کریگا۔ اور قومیں اس سے برکت پائینگی۔ اور اس کی شہرت زمین کے کناروں تک پہنچیگی۔ یہ پیشگوئی بلفظہ ان کے حق میں پوری ہوئی۔ وہ اپنے والد ماجد کے ۱۹۱۴ء میں جانشین بنے اللہ تعالیٰ آپ سے ویسے ہی کلام کرتا ہے۔ جیسا کہ زمانہ ماضی میں خدا نے اپنے مقرب بندوں سے کلام کی۔ خدا تعالیٰ نے گزشتہ جنگ عالمی کے بہت سے واقعات پر انہیں قبل از وقوع اطلاع دی۔ انہیں برطانیہ کی سب سے زیادہ کمزور حالت اور پھر چھ ماہ کے اندر طاقت پکڑنا اور اتحادیوں کی آخری فتح کا علم دیا گیا۔ دنیا نے ان تمام پیشگوئیوں کو جو خدا کے نام پر کی گئی تھیں پورا ہوتے مشاہدہ کیا۔ وہ بلاشبہ خدا تعالیٰ کی ہستی اور اسلام اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک زندہ نشان ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کے ذریعہ ان لوگوں کو بھی تازہ نشان دکھا سکتا ہے۔ جو سنجیدگی سے حق کے متلاشی ہوں اور ان سے اس بارہ میں عرض کریں۔

خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ یہ خبر دی ہے کہ قومیں اسلام قبول کرینگی۔ اور بادشاہ اس الٰہی سلسلہ میں داخل ہونگے۔ اور خدا تعالیٰ کا رحم اور فضل ان پر ہوگا۔ اور وہ کثرت سے برکت دیئے جائینگے۔ اس وقت ایک نیا آسمان ہوگا۔ اور نئی زمین اور لوگ یہ جان لیں گے۔ کہ اصل نجات اسلام میں ہی مل سکتی ہے۔

آخر میں میں یور میجسٹی کو نئے سال کی مبارکباد دیتا ہوا خواہشمند ہوں کہ وہ خوشی اور کامیابیوں سے پُر سال ہو۔

میں ہوں آپ کا نیاز مند جلال الدین شمس امام مسجد لنڈن

جواب

قصر بکنگھم ۱۹ جنوری ۱۹۴۶ء

جناب من۔ مجھے یہ حکم ملا ہے۔ کہ میں بادشاہ معظم کی طرف سے آپکی کتاب "اسلام" کیلئے جو آپ نے ازراہ مہربانی انہیں قبول کرنے کیلئے مع خط مؤرخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۴۵ء بھیجی تھیں پر دلی خلوص شکریہ ادا کروں۔

میں یہ ظاہر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ قدیم سے رائج قانون کے مطابق حسن کی رو سے بادشاہ کوئی کتاب قبول نہیں کرتا جبتک کہ اسکے مؤلف کی طرف سے پیش نہ کی گئی ہو۔ ہز میجسٹی افسوس کرتے ہیں کہ وہ دوسری تین کتابیں جو

ایّ الفریقین احق بالامن

قرآن کریم کا فرمان ہے لا اکراہ فی الدین۔ دین کے معاملہ میں کوئی جبر نہیں۔ یعنی مذہب وعقائد میں اختلاف کی بناء پر ہم کسی کے حقوق پر جو کسی رنگ میں پیدا ہوتے ہوں دست اندازی نہیں کر سکتے۔ آج دنیا اس حقیقت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئی ہے۔ کہ امن کا قیام نہیں ہو سکتا۔ جب تک ہر فرد اور ہر قوم کو پوری آزادی حاصل نہ ہو۔ کہ دوسرے کی آزادی میں مخل ہونے کے بغیر ہر انسان جو راستہ چاہے اختیار کرے۔ اس کا اثر اس کی شہریت اور تمدن کے حقوق پر نہ پڑے۔

اسی طرح ہر قوم اپنی تہذیب اور تمدن کی پیروی کے لئے آزاد ہو۔ عقائد اور مذہب کے اختلاف کی بناء پر کسی کے ساتھ ایسا سلوک کرنا جس سے وہ اپنی زندگی کی راہ میں روکاوٹ محسوس کرے۔ نہایت ہی قبیح فعل ہے لیکن اس کے ساتھ ہی ہم یہ بھی انسانی فطرت کا تقاضا دیکھتے ہیں۔ کہ ہم خیال لوگ اکٹھے رہ کر زیادہ خوشی اور راحت سے زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ اور اختلاف خیال کی صورت میں اختلاط سے فسادات اگر پیدا نہ بھی ہوں۔ تو زندگی کی راحت تو ضرور بقدر اختلاف مفقود ہوتی جاتی ہے۔ مثل مشہور ہے ؎

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز

یہی وجہ ہے۔ کہ انسانیت سوسائیٹیوں میں منقسم ہو جاتی ہے۔ ہر فرد اپنے تعلقات اپنے ہم خیالوں میں بھی بڑھانا چاہتا ہے۔ اور وہ اپنے میں کسی ایسے عنصر کی مداخلت گوارا نہیں کرتا۔ جو اختلاف خیال کی وجہ سے جنس غیر کے طور پر اس کے اطمینان کو تہ و بالا کر سکے۔

پس ہر فرد مجبور ہے۔ کہ اپنے اطمینان کے لئے اپنی خانگی اور روزانہ زندگی میں اپنے ہم خیال لوگوں کا حلقہ تجویز کرے۔ اور بلحاظ دنیاوی ضرورتوں کے اس حلقہ کو ایک حلقہ کے بعد دوسرا دوسرے کے بعد تیسرا اور اسی طرح وسیع کرتا چلا جائے یہانتک کہ قیام امن کے لئے تمام دنیا کے ساتھ ایک انسانی برادری کے حلقہ میں مدغم ہو جائے۔ جہاں ایک حلقہ اپنے کو دوسرے حلقہ پر غالب کرنے یا دوسرے کے حقوق زندگی کو نظر انداز کر کے اپنے حلقہ کے مفاد کو ترقی دینے کی خواہش کریگا۔ وہاں تصادم ہوگا۔ اور یہی فساد ہے۔

لوگوں نے بہت دفعہ یہ کوشش کی کہ تمام دنیا کو ہم خیال بنا لیا جائے۔ تاکہ ایک ہی ایسے خیالات ہو جانے سے ایسے تصادم کے مواقع ہی نہ رہیں۔ مگر چونکہ یہ چیز خلاف فطرت تھی۔ اس لئے یہ تدبیر ہمیشہ ناکام رہی۔ اور آخر دنیا کو لا اکراہ فی الدین کے اصول کی طرف آنا پڑا۔

ظاہر ہے۔ کہ خیالات کا بدل لینا کسی کے بس کی بات نہیں۔ اگر کوئی شخص اپنے خیالات بدلنا بھی چاہے۔ تو اسے وہ دلائل اکٹھے کرنے پڑیں گے جن کے ذریعہ اس کا دل اس تبدیلی کو قبول کرلے انسان یہ تو کر سکتا ہے۔ کہ عمل اپنے خیال کے خلاف کر لے۔ مگر یہ نہیں کر سکتا کہ خیال کو کسی مصلحت یا تقاضائے وقت یا کسی اور وجہ سے بدل لے۔ لہذا اس بناء پر کسی سے نفرت کرنا یا نفرت دلانا فساد ہے اور امن کو برباد کرنا ہے۔

مسلمانوں میں زیادہ تر فساد اور بربادئ اتحاد کی وجہ یہی تھی۔ کہ عقائد کے اختلافات کو انہوں نے سوسائٹی یا جماعت میں رخنہ انداز کر لیا۔ حالانکہ وہ انکی مجموعی تہذیب وتمدن پر کوئی اثر انداز ہونے والے اختلاف نہ تھے۔ یعنی سب کے تہذیب وتمدن کی بنیاد قرآن اور اسوہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم پر ہے۔ جو اپنی جگہ مکمل ہے۔ اس کی تفصیلات میں اختلاف ہو سکتا ہے۔ مگر اس سے اصل کے اتحاد پر فرق نہیں پڑتا جس طرح اس زمانہ میں بھی مختلف ججوں کی رائے کسی قانونی مسئلہ میں مختلف ہو جاتی ہے۔ لیکن اس سے قانون تو قائم رہتا ہے۔ وقتی اور مختص الامر یا مختص الزمان تفصیلات بدلتے رہنے کے باوجود قانون اپنی جگہ پر قائم رہتا ہے۔ اور اسکے رائج الوقت رہنے پر ان اختلافات سے کوئی اثر نہیں پڑتا

یہی وہ اصول ہے۔ جس کو قرآن کریم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولا تفرقوا یعنی اللہ تعالےٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو اور تفرقہ مت کرو۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا تکفروا اھل قبلتکم قبلہ رخ نماز پڑھنے والوں کو کافر مت کہو۔ یعنی ایک قرآن اور اسوہ رسول کے ماننے والوں کو کبھی علیحدہ قومیت قرار نہ دینا۔

اس کا یہ منشا ہر گز نہ تھا۔ کہ قرآن کی حکومت کو اصولاً تسلیم کرنے والا اگر اعمال میں خلاف ورزی کرے۔ تو اس کے بداثرات سے بچنے کی کوشش بھی نہ کرنا۔ اور اگر کوئی اس کے بداثرات سے بچنے کی کوشش کرے تو اسے ان اتحاد کے احکام کی خلاف ورزی کا مجرم قرار دے لینا۔ اور اس طرح قومیت متحدہ سے اسے خارج قرار دیکر خود تفرقہ اندازی کا مجرم بن جانا۔ اسی قسم کے اختلافات کو ظاہر کرنے کے لئے کفر دون الکفر وغیرہ کی اصطلاحات اختیار کی گئیں۔ مگر بدقسمتی سے وہ اصطلاحات بجائے اظہار خیالات کا ذریعہ ہونے کے خود تفرقہ کا ذریعہ بن گئیں۔

اب غور فرمایئے۔ اگر کسی مسلم کو کافر کہہ دیا جائے۔ یا قرار دیدیا جائے۔ تو اس سے کتنے نتائج پیدا ہونے کا امکان ہے۔

(۱) اسے قومیت متحدہ سے خارج سمجھا جائے۔

(۲) اسے قومیت متحدہ سے خارج تو نہ سمجھا جائے لیکن اس کو قوم کا ایک ایسا بیمار یا سڑا ہوا جزو سمجھا جائے۔ کہ اس کے خطرات سے باقی اعضا کو بچانے کے لئے اس سے کسی خاص حد تک پرہیز کیا جائے۔ پہلی سے دوسری صورت کا فرق ایسا ہی ہے۔ جیسے باغی اور غیر باغی مجرم کا قانون میں ہوتا ہے۔

(۳) اسے نہ قومیت سے خارج سمجھا جائے۔ نہ قابل پرہیز قرار دیا جائے لیکن اس کے افعال کو عاقبت اور روح کی بہتری کے لئے مضر ہونے کے باعث اس کی برائی کو برائی سمجھنے پر اکتفا کیا جائے۔ کہ اس کی تقلید نہ ہو۔ بدقسمتی سے مسلمانوں نے کبھی ان مدارج کے تفاوت کو مدنظر نہیں رکھا جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ان تمام مدارج کے اظہار کیلئے اصطلاحات یعنی کفر یا کفر دون الکفر پر اکتفا کیا گیا۔

اور اس کا نتیجہ افراط وتفریط میں ظاہر ہوا۔ کہ یا تو ایسے اختلافات کے باعث کافر کی اصطلاح کے ماتحت مسلمانوں کو قومیت متحدہ سے ہی خارج اور مرتد قرار دیا گیا۔ اور یا کفر دون الکفر کی اصطلاح کو محض لفظی احتجاج کے مفہوم تک محدود کر کے مسلمانوں میں سے نیکی کی محبت اور بدی سے نفرت کا جنازہ ہی نکال دیا۔ اور کونوا مع الصادقین کا صحیح مقصد اور درمیانی درجہ یعنی بدصحبتوں سے احتراز اور نیکوں اور اعلے مدارج کے متقین کی سوسائٹی کو محفوظ ومضبوط کرنے کا نظریہ معدوم ہی ہو گیا۔

ظاہر ہے کہ یہ دونوں راستے غلط ہیں۔ پس عملاً اس کی اصلاح کی اور کوئی صورت نہیں سوائے اس کے کہ اس امر کو قطعی طور پر تسلیم کر لیا جائے۔ کہ قرآن کریم کو خدا تعالےٰ کی کتاب ماننے والے کو قومیت متحدہ سے خارج کرنا کسی حالت میں بھی کسی کا حق نہیں۔ باقی اعمال واقوال وعقائد کے لئے خواہ کوئی کسی کو گناہگار کی تعریف میں شمار کرتا ہو۔ یا کفر دون الکفر کا مرتکب قرار دیتا ہو۔ یا کفر کا مفہوم اس پر صادق آنے کا عقیدہ رکھتا ہو۔ یا عبادات اور تعلقات میں مل جل کر رہنا جائز یا ناجائز ان وجوہ یا کسی اور وجوہ سے سمجھتا ہو۔ ان امور کو قومیت متحدہ میں رخنہ اندازی کا ذریعہ نہیں بنایا جا سکتا یہ امر کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ کہ عقیدہ اختیاری چیز نہیں۔ اسکو مرضی سے بدلا نہیں جا سکتا۔ پس عقائد کو قومیت کا جزو لازم سمجھنے سے کبھی اتحاد پیدا نہیں ہو سکتا۔ اور تفرقہ اور فساد لازماً چلتے رہینگے مسلم یہ کہتا ہے۔ کہ میری قومیت غیر مسلم سے الگ ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ میری تہذیب وتمدن کی بناء مخصوص قرآنی ضابطہ کی پابند ہے۔ نہ یہ کہ میرے عقائد مذہبی دوسروں سے مختلف ہیں۔ جنکا کوئی اثر طریق تمدن وتہذیب پر نہ پڑتا ہو۔ بدقسمتی سے مسلمانوں نے ہمیشہ مسلم اور کافر دو ہی لفظوں کو ان تمام کیفیات میں استعمال کیا ہے۔ جس سے ان مدارج اور ان کے نتائج میں اختلاف مفقود ہو گیا۔ اور فساد زیادہ بڑھ گیا۔ مثلاً جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے۔ کفر کے مفہوم کے ساتھ قومیت متحدہ سے اخراج کو لازم قرار دے لیا۔ اور کفر دون الکفر کے مفہوم کو محض زبانی احتجاج کے حد تک محدود کر دیا۔ اور درمیانی مدارج کے اظہار کے لئے کوئی اصطلاح بھی قائم نہ ہوئی

لوازم سے حفاظت مراتب کا تخیل بھی مفقود ہوگیا۔ اور کفر و اسلام محض سیاسی علیحدگی یا اتحاد کے مفہوم تک محدود ہو کر رہ گیا۔ احمدی ہونے کی حیثیت سے مجھے اس بات سے خاص طور پر تکلیف ہوتی ہے۔ کہ باقی مسلمانوں نے اگر اس اصول کو نظر انداز کر دیا۔ تو کم سے کم وہ لوگ جن کو اللہ تعالےٰ نے اس زمانہ میں اپنے اس مامور کی شناخت اور اس کی تعلیم سے فیض یاب ہونے کی توفیق عطا فرمائی تھی۔ جو مسلمانوں میں اتحاد کرانے کے لئے کھڑا ہوا۔ وہ تو اس اصل کو نظر انداز نہ کرتے۔ مقام غور ہے کہ ایک مامور من اللہ کے نہ ماننے والے کے متعلق اس کے مقام کو کفر یا کفر دون الکفر یا گناہ یا کسی اور اصطلاحی تعریف کے ماتحت آنے یا نہ آنے کا یقین رکھنا یہ عقیدہ ہے۔ جس کا مفہوم اگر قومیت متحدہ پر اثر انداز نہ ہو۔ بلکہ صرف تعلقات باہمی کے مدارج میں اختلافات پر عملاً ختم ہو جاتا ہو۔ تو یہ قومی تفرقہ کی بنیاد نہیں بننا چاہیئے۔ اور اسے قومی تفرقہ کی بنیاد قرار نہیں دیا جاسکتا۔ آج "انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور" اسلام کی خدمت اس پروپیگنڈا میں سمجھتی ہے۔ کہ قادیان تکفیر بین المسلمین کا مرکز بن گیا ہے۔ یہ اسلام کے اتحاد کا دشمن ہے۔ اور اس کے ساتھ کبھی صلح نہیں ہو سکتی۔ جب تک وہ اپنے عقیدہ سے توبہ نہ کرے۔ حالانکہ قادیان سے صاف الفاظ میں اعلان ہوتا ہے کہ ہم سوائے کفر کے کسی کلمہ گو کی تکفیر نہیں کرتے۔ اس پر سیاسی مسلمان اور مذہبی مسلمان کی اصطلاحات پر مضحکہ اڑا کر اسے فریب دہی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ عملاً قومیت متحدہ کے اصول کو مضبوط کرتے ہوئے ایک مامور کے انکار کے مذموم مقام کو تعلق باللہ کے منافی قرار دینے کے مفہوم کو ادا کرنے کے لئے ہے۔ اور اس اصول کو مضبوط کرنے کے لئے کہ جماعتی تعلقات کے لئے وہی لوگ انتخاب کرو۔ جنہوں نے مامور من اللہ کے ہاتھ پر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا ہے۔ جنہوں نے ایسا عہد نہیں کیا۔ ان میں ... ہونا اسی ہلاکت کی طرف لوٹا دیگا۔ جس ... کے لئے اللہ تعالےٰ نے اسے مامور بھیجا۔ ... کو ظاہر کرنے کے لئے کفر دون الکفر کی لفظی احتیاج سے بڑھ کر آج تک

کوئی اصطلاح پیش نہیں کی گئی۔ اگر اس غرض کے لئے حضرت امام جماعت احمدیہ نے تکفیر مسلم کو غلط قرار دیتے ہوئے "تکفیر یعنی کافر کہنے اور کفر بمعنی انکار یا نافرمانی کی حقیقت موجود سمجھنے کی تقسیم کر دی۔ اور اعلان صاف فرما دیا۔ کہ اس سے مراد الگ قومیت بنانا نہیں۔ تو اس کو اس رنگ میں پیش کرنا اور دنیا کے مسلمانوں پر یہ اثر ڈالنا کہ یہ قومیت اسلامیہ میں رخنہ اندازی کر کے الگ قوم یا امت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ حق گوئی اور انصاف نہیں۔ نہ یہ امن کی راہ ہے۔ اور اپنے مجوزہ الفاظ میں اعلانات کا مطالبہ کرنا اور بصورت دیگر نفرت انگیز پروپیگنڈا جاری رکھنا اور رکھنے کی دھمکیاں دینا کوئی امن کی راہ نہیں۔ یہ پروپیگنڈا خود انجمن احمدیہ اشاعت اسلام کو بھی نقصان پہنچا رہا ہے۔ کیونکہ قادیان سے جواباً اپنے طرز عمل کے جواز میں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمان سے حوالے پیش کئے جاتے ہیں۔ تو جو چیز احمدیہ بلڈنگس سے غلط قرار دیکر موجودہ خلافت کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ لوگوں کی نظروں میں اسکی ابتداء حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے نظر آتی ہے۔ تشریح تو احمدیہ بلڈنگس کے پراپیگنڈا کی قبول ہوتی ہے۔ اور منسوب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف ہو جاتی ہے۔ اس کی بین مثال میں ڈاکٹر اقبال کے فتویٰ کفر سے پیش کرتا ہوں۔ کیا ڈاکٹر اقبال نے یہ فتویٰ صرف مبائعین خلافت ثانیہ کے متعلق دیا تھا۔ نہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف دیا تھا۔ کیا احمدیہ بلڈنگس کے اس واویلا کی کہ "ہم جماعت قادیان سے الگ ہیں" ڈاکٹر اقبال نے یا کسی نے کچھ پروا کی۔ بالکل نہیں۔ ڈاکٹر اقبال نے کیا خیال یا یقین رکھتے ہوئے یہ فتویٰ دیا ہے۔ میں ڈاکٹر اقبال کے الفاظ نقل کر کے پوچھتا ہوں۔ کہ کیا یہی پروپیگنڈا احمدیہ بلڈنگس سے خلافت ثانیہ اور جماعت احمدیہ کے متعلق نہیں کیا جاتا۔

ڈاکٹر اقبال نے ۹ مارچ ۱۹۳۸ء کے روزنامہ احسان میں اسلام اور قومیت پر جو مقالہ مولوی حسین احمد صاحب مدنی کے جواب میں لکھا۔ اس کے آخر میں وہ اصل الاصول یوں بیان کرتے ہیں۔

"حقیقت یہ ہے۔ کہ مولانا حسین احمد یا ان کے دیگر ہم خیالوں کے افکار میں نظریہ وطنیت ایک معنی میں وہی حیثیت رکھتا ہے۔ جو قادیانی افکار میں انکار خاتمیت کا نظریہ وطنیت کے حامی بالفاظ دیگر یہ کہتے ہیں۔ کہ امت مسلمہ کے لئے ضروری ہے کہ وقت کی مجبوریوں کے سامنے ہتھیار ڈال کر اپنی حیثیت کے علاوہ جس کو قانون الٰہی ابدالآباد تک متعین و متشکل کر چکا ہے۔ کوئی اور حیثیت بھی اختیار کرے۔ جس طرح قادیانی نظریہ ایک جدید نبوت کی اختراع سے قادیانی افکار کو ایسی راہ پر ڈال دیتا ہے۔ کہ اس کی انتہا نبوت محمدیہ کے کامل و اکمل ہونے سے انکار کی راہ کھولتی ہے۔ بظاہر نظریہ وطنیت سیاسی نظریہ ہے۔ اور قادیانی انکار خاتمیت الٰہیات کا ایک مسئلہ ہے۔"

خط کشیدہ الفاظ کو غور سے ملاحظہ فرمایئے۔ یہ وہی اقبال ہے۔ جو ایک احمدی کے گھر میں پیدا ہوا۔ قرآن کریم کے ابدی قانون اور زندگی کی تمام کیفیات پر حاوی ہونے کا نظریہ احمدیت کی طفیل اس میں پیدا ہوا۔ جماعت احمدیہ میں اختلاف سے قبل وہ قادیان کو ٹھیٹھ اسلامی زندگی کا نمونہ سمجھتا اور ظاہر کرتا تھا۔ احمدیہ بلڈنگس سے خلافت ثانیہ کے خلاف جب مندرجہ بالا خط کشیدہ الفاظ کا نظریہ پیش کیا گیا۔ تو ڈاکٹر اقبال نے نظریہ تو وہ قبول کر لیا۔ مگر اس کو منسوب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف کر دیا۔ حالانکہ غیر مبہم کھلے الفاظ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کی تردید فرماتے ہیں۔ اور حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بھی اسے غلط الزام قرار دیتے ہیں۔ ڈاکٹر اقبال کے اس بیان کے مقابل احمدیہ بلڈنگس کی معذرت اور اظہار بریت کیا کسی نے قبول کی؟ بالکل نہیں بلکہ ان کو یہ سننا پڑا۔ کہ قادیان والے اپنا عقیدہ کھول کر صحیح بیان کرتے ہیں۔ مگر لاہور والے منافقت سے کام لیتے ہیں۔ اور آج بھی دوسروں کی نظروں میں دونو ایک جیسے کافر ہیں۔ ان تجربات سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یوں نشانہ بنانے کی راہ سے اجتناب کرنا بہرحال مفید ہوگا۔

کیا ہی اچھا ہو اگر دوستانہ طریق پر اقرار کر لیا جائے۔ کہ قادیان میں کفر کا لفظ جن معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کے معنے ایسی تکفیر مسلم نہیں کئے جا سکتے۔ جس کا مفہوم قومیت متحدہ کے منافی ہے آخر قرآن کریم نے بھی تو یہ لفظ مختلف معنوں میں استعمال فرمایا ہے۔ جو بھی اختلاف ہے۔ اس کو بغیر معاندانہ روش کے بھی قائم رکھا جاسکتا ہے۔ کیونکہ اس صورت میں اتحاد اسلامی میں رخنہ اندازی کا سوال باقی نہیں رہتا۔ باقی جماعتی تعلقات اور تشریح اصطلاحات میں درست نادرست جائز ناجائز کے مختلف عقیدے رہتے ہیں اور رہیں گے۔ کسی کو عقائد ترک کرنے کی شرط صلح کے لئے پیش کرنا غلط راہ ہے۔ مسلمانوں میں کثرت سے فرقے ایک دوسرے کو کافر جاننے کا عقیدہ رکھنے والے ہیں۔ اور اس آیت کے مصداق قل

کل یعمل علیٰ شاکلتہ فربکم اعلم بمن ھو اھدیٰ سبیلا۔

پس اگر عقائد اور اصطلاحات کو یکساں اور ہم معنی کرنے کے لئے تبدیل کرنا اتحاد کی شرائط میں داخل کیا جائے۔ تو یہ دین میں جبر ہے۔ جس کی کوشش ہمیشہ ناکام رہی۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا یہ اصلاحی اقدام کہ عقیدہ میں جو کچھ کوئی سمجھتا ہے سمجھتا رہے۔ اتحاد ملت و قومیت کی بنا صرف قرآن حکیم کی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حکومت تسلیم کر لینے پر رکھی جائے۔ مسلمانوں کے اتحاد اور توحید مساعی کے لئے واحد حل ہے۔ غور کریں۔ کہ دنیا میں صلح امن اور محبت کی ترقی کے لئے کونسا صحیح راستہ ہے۔ عقائد پر جھگڑے اور تبدیلیوں کا مطالبہ یا ان اختلافات سے قطع نظر قرآن اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حکومت کو تسلیم کر لینے کو واحد بنیاد اتحاد قرار دینا ای الفریقین احق بالامن ان کنتم تعلمون۔

خاکسار امجد علی شہر سیالکوٹ

اطفال!

• "مسلم نوجوانوں کے سنہری کارنامے" ۹۲ صفحات کا امتحان ۱۰ ہجرت ۱۳۲۵ھش / ۱۰ مئی ۱۹۴۶ء بروز جمعۃ المبارک ہوگا۔ مربی اصحاب تیاری شروع کرادیں۔ اور فہرست امیدواران ارسال فرمائیں

(خاکسار محمد عبد العالم حالہ مہتمم اطفال، خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

مولوی ثناء اللہ صاحب کی خدمت میں ایک ضروری خط

حسب مطالبہ حلف اٹھائیں۔ یا احمدیت میں داخل ہو جائیں

ذیل میں اس خط کی نقل شائع کی جاتی ہے۔ جو مولوی ثناء اللہ صاحب کی خدمت میں کلکتہ کے ایک غیر احمدی حکیم صاحب نے لکھا۔ چونکہ ان کے پہلے خط کا مولوی صاحب نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس لئے یہ خط انہوں نے الفضل میں شائع کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ تا ممکن ہے مولوی صاحب اس کی عام اشاعت کی وجہ سے ہی جواب کی طرف متوجہ ہوں۔ (ایڈیٹر)

بعالیجناب حضرت ابوالوفا شیر پنجاب قبلہ مولانا ثناء اللہ مدظلہ العالی امرتسری

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ وعلی من لدیکم بعد از تحفہ مسنون ملتجی خدمت اقدس ہوں کہ،،

پیشتر ازیں جناب کی خدمت میں واقعہ ۲۰ مئی ۲۶ء کو عریضہ لکھا گیا ہے۔ امید کہ ملاحظہ عالی سے گذرا ہوگا۔ مگر تا ہنوز جواب کا منتظر ہوں اگرچہ جواب آپ کی طرف سے آ جانے کی توقع کی جا سکتی ہے۔ مگر ہو سکتا ہے۔ کہ جناب جواب کی تکلیف گوارا نہ فرماویں۔ اور جس دعوت نامہ کے متعلق آپ سے استدعا کی گئی ہے۔ کہ آپ فوراً قبول کرتے ہوئے میدان میں تشریف لائیں۔ ممکن ہے کہ آپ کے خیال مبارک کے ماتحت ضروری نہ ہو اور جناب اس چیلنج کو لغو یا بے سود قرار دے کر بنام اہلحدیث میں کوئی اس قسم کا الزامی جواب لکھدیں۔ کہ جس سے ہمارے عقیدہ پر بالعموم اور جناب کی ذات گرامی پر جس پر ہم کو فخر و ناز ہے بالخصوص صدمہ رسید ہو اس لئے مناسب خیال کرتا ہوں کہ عریضہ ہذا دفتر الفضل میں ارسال کر کے استدعا کروں۔ کہ میرے اس عریضہ کو الفضل میں شائع فرماویں۔ تاکہ حضرت شیر پنجاب اس چیلنج کو بدول کسی تاخیر وغیرہ کے منظور کریں۔ اور سیٹھ عبداللہ الہ دین سکندر آبادی کے ہم مشروطہ رقم کا مطالبہ کر سکیں نیز جن حضرات نے اخبار الفضل نمبر ۱۰۲ ۱۳ کے اندر سیٹھ عبداللہ الہ دین سکندر آبادی کا چیلنج پڑھا ہے۔ وہ شیر پنجاب کا دلیرانہ اور معتقدانہ انداز و لبیک کا نعرہ سنتے ہوئے فوراً سیٹھ صاحب مذکور سے مطالبہ کریں کہ حضرت آپ کو اپنی پیشکردہ پیشکش کو پورا کرنا چاہیئے۔ اور اگر سیٹھ صاحب گریز کریں۔ تو دنیا پر روشن ہو جائے کہ چیلنج کی آواز تو ایسی ہراساں کن تھی۔ مگر اندر سے خالی اور محض دکھاوا یا مکر فریب تھا۔

کیونکہ یہ ناممکن تھا۔ کہ حضرت مولانا شیر پنجاب گوشہ نشینی اختیار کرتے اور اس چیلنج کو قبول نہ کرتے یا لیت و لعل کرتے لیکن اگر قبلہ مولانا صاحب متردد یا مظنونیت میں سرگرداں اور حیرانی میں مبتلا ہیں۔ تو معلوم ہو کہ ان کی تمام عمر بھر کی کمائی یا وہ وقار جو ان کے ہوا خواہوں کے قلوب میں موجود ہے۔ وہ سیماب کی طرح کافور اور مردہ ہو جائیگا۔

میں مولوی صاحب کی خدمت گرامی میں مؤدبانہ اور مخلصانہ درخواست کرونگا۔ کہ یہ طریق عمل آپ کی پوزیشن اور قابلیت و عقیدہ کے سراسر خلاف ہے۔ آپ کی ذات گرامی سے تو یہ بھی مطالبہ کیا جاتا کہ اگر آپ صادق ہیں۔ اور اگر وہ ایات جن کی بنا پر آپ نے عمر بھر مرزا صاحب کی تذلیل توہین تکذیب کی ہے وہ فی الواقعہ یہی مفہوم پیش کرتی ہیں۔ کہ مرزا صاحب کاذب تھے تو آپ آگ میں ہمارے روبرو کود جائیں تو آپ کو بلا تامل فوراً آگ میں کود جانا چاہیئے تھا پھر اگر آگ برد و سلاماً نہ ہوتی بلکہ آپ کو جلا دیتی تو ہم کو یقین ہوتا کہ یہ مولویصاحب کی آزمائش تھی مولوی صاحب اعتقادی لحاظ سے صحیح الایمان ثابت ہو گئے۔

مگر جب آپ کی ذات سے یہ مطالبہ نہیں کیا گیا۔ بلکہ آپ سے صرف یہ درخواست کی گئی ہے کہ آپ مجمع عام میں حلف اٹھائیں کہ میرے اعتقاد صحیح اور من حیث الشریعت درست ہیں۔ اب جناب کی ذات گرامی نے اس مقام پر ذرا بھر بھی غفلت کی تو آج دنیا اس بات کے سمجھنے میں یقیناً حق بجانب ہو گی کہ میاں وہی مولویصاحب تو ہیں کہ جب مرزا صاحب نے آپ کو مباہلہ کے لئے دعوت دی تو آپ نے لکھ دیا کہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کاذب کی زندگی میں صادق فوت ہو جاتا ہے وغیرہ لیکن جب مرزا صاحب کی وفات ہوئی تو اخبار اہلحدیث کے ورق اپنی صداقت کے سلسلہ میں سیاہ کر دیئے اور ہر لیکچر و وعظ میں آجتک بھی کہتے چلے آتے ہیں کہ جس معیار کو خود مرزا صاحب نے کسوٹی قرار دیا تھا اسی کے ماتحت ان کی وفات ہوئی۔ پس مکرر استدعا کیجاتی ہے کہ اگر جناب کو اپنے اعتقادات پر بدوے روایات بھروسہ ہے تو میدان میں ببر شیر کی طرح چھلانگ لگا دیجئے اور حق و صداقت کو روز روشن کی طرح ظاہر ہونے کا موقعہ دیجئے لیکن اگر جناب کو اپنے اعتقادات پر پورا اعتماد اور کامل بھروسہ نہیں۔ تو پھر آپ کا خاموش رہنا ہی بہتر ہے۔

مگر یہ بھی موجب عذاب ہوگا کیونکہ قیامت میں آپ یقیناً عند اللہ ماخوذ ہوں گے۔ کیونکہ کسی صادق کی مخالفت غلط نظریہ کے ماتحت شرعاً جائز نہیں ہے۔ فھو لیس علی جنانی و تخدومی مجھفی

جس روز سے مرزا صاحب نے اپنے دعاوی دنیا کے سامنے پیش کئے اسی روز سے آپ کی ذات گرامی مکذب ہے۔ لہٰذا اگر جناب راسخ العقیدہ ہیں تو پھر گریز ولیت و لعل چہ معنی وارد۔ ہاں اگر جناب محض اپنی ضد کی بنا پر ڈٹے ہوئے ہیں تو یہ شرعی نقطہ نگاہ سے بالکل غلط اور ناجائز بلکہ موجب غضب الٰہی ہے۔ میں آپ کی خدمت میں عرض کر دینا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ آپ کو ہتھیار رکھ دینے چاہیں۔ اور توبہ تائب ہو کر زمرہ احمدیت میں معہ ہم مشرب احباب و اہل و عیال داخل ہو جانا چاہیئے پھر یہ آپ کے لئے سعادت اور نجات آخروی کا موجب ہوگا۔

لیکن اگر جناب کی طرف سے کوئی جواب ہاں یا نفی میں نہ دیا گیا تو پھر دوسرا عریضہ انشاء اللہ تعالےٰ مفصل آیات و احادیث و اقوال سلف صالحین و کرامات اولیاء کرام سے معمور کر کے پیش خدمت کرنے کی تکلیف بندہ اپنے سر پر لے گا۔ اور جب تک آپ کی زندگی رہیگی اور جسقدر میری زندگی نے موقعہ دیا آپ کی خدمت میں ہمیشہ یہ دعوت پیش ہوتی رہا کریگی انشاء اللہ تعالےٰ علاوہ ازیں اگر جناب کے متعلق معلوم ہو گیا کہ آپ کلکتہ وغیرہ میں تشریف لائے ہیں تو حاضر ہو کر بھی یہی دعوت نامہ پیش کیا کرونگا بالآخر آپ کی غیرت اور وقار کو چیلنج کرتا ہوں کہ مہر سکوت کو توڑ ڈالئے۔

Sher Mohd Hakim Haziq (Moulvi) Chisti 66 B. Colootola Street Calcutta

---

مختلف علاقوں میں مصلح موعود کے شاندار جلسوں کا انعقاد

لجنہ اماء اللہ سیالکوٹ

محترمہ امۃ اللہ صاحبہ نائب سیکرٹری لجنہ اماء اللہ لکھتی ہیں۔ ۲۰ فروری کو ۱۲ بجے دوپہر جلسہ مصلح موعود محترمہ سیدہ فضیلت صاحبہ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد محترمہ صدر صاحبہ نے جلسہ کی غرض وغایت بیان کرتے ہوئے افتتاحی تقریر کی۔ سیدہ آسیہ بیگم صاحبہ نے مصلح موعود کے موضوع پر تقریر کی۔ خاکسار نے ایک مضمون پڑھ کر سنایا۔ زبیدہ بیگم صاحبہ نے حضرت مصلح موعود کی علامات جو آپ کی ذات میں پوری ہوئیں بیان کیں۔ صدر صاحبہ نے دلچسپ پیرایہ میں تقریر کی دعا کے بعد جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔

پٹیالہ شہر

محترمہ اصغری بیگم صاحبہ نشاط صدر لجنہ اماء اللہ لکھتی ہیں۔ ۲۰ فروری کو جلسہ مصلح موعود شاندار طریق پر منایا گیا۔ حاضری ڈیڑھ صد کے قریب تھی۔ جلسہ ساڑھے آٹھ بجے زیر صدارت محترمہ عشرت بیگم صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر محمد صدیق صاحب مرحوم شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد صدر صاحبہ نے ایک مضمون پڑھا۔ زبیدہ بیگم صاحبہ نے مضمون سنایا۔ ایک مضمون خدیجہ بیگم صاحبہ اہلیہ عبدالغفور خانصاحب نے پڑھا۔ آخر میں ایک مضمون صدر صاحبہ نے سنایا۔ ہر تقریر کے بعد خوش الحانی سے نظمیں پڑھی جاتی رہیں۔ کارروائی جلسہ کے بعد حاضرات کی پان اور کچھوں سے تواضع کی گئی۔

انبالہ شہر

بابو کرامت اللہ صاحب سیکرٹری تبلیغ لکھتے ہیں۔ جلسہ مصلح موعود ۲۰ فروری کو مسجد احمدیہ میں ۴ بجے شام شروع ہوا۔ جناب بابو عبدالغنی صاحب صدر تھے۔ شیخ محمد علی صاحب نے جلسہ کی غرض وغایت اور پیشگوئی مصلح موعود وضاحت سے بیان کی۔ بابو عبدالرحمٰن صاحب نے تقریر کی۔ بعد ازاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مصلح موعود کے متعلق پیشگوئی پر شیخ غلام مجتبےٰ صاحب نے تقریر کی۔

آخر میں صدر صاحب نے مختصراً پیشگوئی مصلح موعود کا پورا ہونا ثابت کیا۔

لودھراں

محمود خاں صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ لودھراں لکھتے ہیں۔ ۲۰ فروری کو مسجد احمدیہ میں ۴ بجے زیر صدارت شیخ محمد سلطان صاحب جلسہ مصلح موعود منعقد ہوا۔ احمدی احباب کے علاوہ غیر احمدی اور غیر مسلم اصحاب بھی شریک تھے۔ تلاوت و نظم کے بعد شیخ محمد نواز خانصاحب نے تقریر کی خاکسار نے مصلح موعود کی پیشگوئی کے متعلق تقریر کی۔ آخر میں صاحب صدر نے پرجوش تقریر فرمائی۔

لجنہ اماء اللہ جالندھر شہر

محترمہ مقبول خانم صاحبہ سیکرٹری لجنہ اماء اللہ لکھتی ہیں۔ ۲۰ فروری کو جناب پریذیڈنٹ صاحب کے مکان پر جلسہ مصلح موعود زیر صدارت محترمہ سردار بیگم صاحبہ منعقد ہوا۔ حاضری خدا کے فضل سے اچھی تھی۔ امۃ الحبیب صاحبہ نے ایک مضمون مصلح موعود کی پیشگوئی پر مشتمل پڑھا۔ ناصرہ بیگم صاحبہ نے ایک مضمون اسی پیشگوئی پر سنایا۔ اختر النساء صاحبہ نے بھی مضمون پڑھا۔ محترمہ صدر صاحبہ نے ایک مضمون اور دو نظمیں پڑھیں۔ محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ اور خاکسار نے مضمون پڑھے آخر میں صدر صاحبہ نے مختصر تقریر کی۔

گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ

حکیم عطاء الرحمٰن صاحب نائب سیکرٹری لکھتے ہیں۔ ۲۰ فروری کو زیر صدارت جناب سید نذیر حسین صاحب جلسہ مصلح موعود منعقد ہوا۔ چوہدری خورشید احمد صاحب نے اس پیشگوئی پر روشنی ڈالی۔ اور صدر صاحب نے بڑی وضاحت کے ساتھ تقریر کی۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات پیش کئے۔ حاضری خدا کے فضل سے پانصد کے قریب تھی۔

مبادی ڈوگر ضلع سیالکوٹ

سردار علی صاحب سیکرٹری تبلیغ لکھتے ہیں۔ ۲۰ فروری کو جلسہ مصلح موعود کیا گیا۔ مولوی رحیم بخش صاحب سندر گڑھی نے تقریر کی۔ جس میں بتایا۔ کہ مصلح موعود کی پیشگوئی کا پورا ہونا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا عظیم الشان ثبوت ہے۔ جس کا مخالف بھی انکار نہیں کر سکتا۔

اندور سٹی

عبدالحکیم صاحب لکھتے ہیں۔ ۲۰ فروری کو حسب ارشاد یوم مصلح موعود شاندار طریقہ پر منایا گیا۔ حاضرین کی تعداد اڑھائی سو کے قریب تھی۔ محمد نبی صاحب نو احمدی نے جلسہ کی کامیابی میں نمایاں حصہ لیا۔ خاکسار نے حضور کے الہامات بیان کر کے مصلح موعود کے متعلق تقریر کی۔ اندور میں یہ ہمارا پہلا جلسہ تھا جو پبلک میں ہوا۔ بعض سرکاری ملازمین بھی تھے۔ جن کا ہم تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ پولیس کے ملازمین بھی قابل شکریہ ہیں۔

سندر گڑھ ضلع سیالکوٹ

سردار علی صاحب سیکرٹری مال لکھتے ہیں۔ ۲۰ فروری کو بعد نماز عشاء جلسہ مصلح موعود منایا گیا۔ تمام احمدی احباب جلسہ میں شامل ہوئے۔ بچوں اور عورتوں نے بھی شرکت کی۔ محمد صدیق صاحب نے تلاوت کی۔ اور خادم حسین صاحب اور بشیر احمد صاحب نے نظمیں پڑھیں اور خاکسار نے مصلح موعود کے متعلق تقریر کی۔

سکھر روہڑی

قریشی عبدالرحمٰن صاحب سیکرٹری تبلیغ لکھتے ہیں۔ زیر صدارت محمد یوسف صاحب پریذیڈنٹ جلسہ منعقد کیا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد جناب صدر نے جلسہ کی غرض وغایت بیان کی۔ خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی مصلح موعود اور اس کے مصداق حضرت امام جماعت احمدیہ ہی ہیں کے موضوع پر سوا گھنٹہ تقریر کی۔ سامعین میں علاوہ جماعت کے احباب کے غیر احمدی دوست بھی تھے۔ جلسہ دعا کے بعد ختم ہوا۔

لاہور

محمود احمد صاحب سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ لاہور اپنی رپورٹ میں لکھتے ہیں۔ یوم مصلح موعود منانے کے لئے زیر صدارت جناب شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ لاہور مسجد احمدیہ میں جلسہ منعقد ہوا۔ شیخ عبدالحمید صاحب آڈیٹر نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے اس خطبہ جمعہ کے اقتباسات پڑھ کر سنائے۔ جس میں حضور نے مصلح موعود ہونے کا دعویٰ فرمایا تھا۔ نیز حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے متعلق وہ تحریریں پیش کیں جن میں غیر احمدیوں نے حضور کی پاکیزہ زندگی اور دینی جوش اور علمی برتری کا اعتراف کیا ہے۔ ڈاکٹر عبیداللہ صاحب نے بیان کیا۔ کہ حضرت امیر المومنین المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کا وجود مبارک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا اسی طرح نشان ہے جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ثبوت ہے جناب قاضی محمد اسلم صاحب پروفیسر گورنمنٹ کالج نے اپنی تقریر میں بتایا۔ کہ پیشگوئی مصلح موعود اور اس کے مطابق مصلح موعود کا ظہور دنیا میں اسلام کی صداقت کا ایک عظیم الشان نشان ہے۔ اور حضرت مصلح موعود کے زمانہ میں احمدیت نے حیرت انگیز ترقی کی ہے

محمد آباد

فضل الدین صاحب سیکرٹری دعوۃ و تبلیغ لکھتے ہیں جلسہ مصلح موعود ۲۰ فروری کو زیر صدارت چوہدری شریف احمد صاحب منعقد کیا گیا۔ خاکسار نے پیشگوئی مصلح موعود پر تقریر کی۔ جلسہ میں غیر احمدی دوست بھی کافی تعداد میں شامل ہوئے۔ اسی دن شام کو دوسرا جلسہ محمد آباد کے شمالی حلقہ میں زیر صدارت چوہدری شریف احمد صاحب کیا گیا۔ جس میں خاکسار۔ منشی محمد عبداللہ صاحب واقف زندگی۔ اور منشی غلام احمد صاحب نے پیشگوئی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ صاحب صدر نے بھی مختصر تقریر فرمائی۔

کیرنگ (اڑیسہ)

ناظر خاں صاحب سیکرٹری تبلیغ اپنی رپورٹ میں لکھتے ہیں کہ یوم مصلح موعود کی تقریب پر شیخ سبحان علی صاحب غیر احمدی رئیس کی زیر صدارت جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں یٰسین خانصاحب شیخ عبدالمنان صاحب۔ گلاب دین خانصاحب شیخ جہاں خانصاحب شیخ محمد محسن صاحب اور منشی ضیاء الدین خانصاحب نے پیشگوئی دربارہ مصلح موعود کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی اور اس پیشگوئی کا اپنی پوری شان کے ساتھ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے ذریعہ پورا ہونا بیان کیا۔ آخر میں صاحب صدر نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی تعریف میں تقریر کی جس میں حضور کی اولوالعزمی حسن تدبر اور اعلیٰ انتظامی قابلیت

مجلس خدام الاحمدیہ میں شمولیت

ہر پندرہ ۱۵ تا چالیس ۴۰ سال کے احمدی کیلئے اس کا رکن بننا لازمی ہے

دنیا میں مختلف قسموں کی ذہنیت کے لوگ آباد ہیں۔ مختلف قومیں آباد ہیں۔ نہ صرف اتنا ہی بلکہ وہ مختلف کیریکٹر اور عادات رکھتی ہیں۔ ہر قوم کا کوئی نہ کوئی لیڈر ہوتا ہے بعض کو قوم لیڈر بناتی ہے۔ بعض خود قوم کی پست حالت کو دیکھ کر میدان عمل میں نکلتے ہیں۔ لیکن ان کی راہنمائی و تنظیم دنیاوی و مادی معاملات تک محدود ہوا کرتی ہے۔ وہ اپنی عقل و سمجھ کے مطابق کام کرتے ہیں بعض جگہ ٹھوکریں بھی کھاتے ہیں بعض جگہ ناکام بھی ہوتے ہیں۔ ان کی ترقی یقینی نہیں ہوتی۔ لیکن جماعت احمدیہ کے امام ہمارے پیارے آقا نے جو نوجوانوں کی تنظیم کی وہ معمولی لیڈروں کی کردہ تنظیم نہیں۔ نادان ہے جو ایسا سمجھتا ہے۔ وہ خدا کے برگزیدہ انسانوں اور موعود مصلحین اور خدا کے قائم کردہ خلفاء کی پوزیشن کو سمجھنے سے قاصر ہے۔

ہمارے آقا کی قائم کردہ تنظیم بوجہ اس کے کہ وہ خدا کا قائم کردہ خلیفہ ہے۔ وہ مصلح موعود ہے۔ دنیا میں تہلکہ مچا دینے والی تنظیم ہے یعنی اخلاقی روحانی و دنیاوی تمام امور پر مشتمل ہے۔ دنیا اسے مانتی ہے۔ کہ حضور نے جس چیز کا قیام فرمایا ہے۔ وہ قوموں کو پستی سے ثریا کی طرف لے جانے والی ہے۔ ایک غیر احمدی اس کا فلسفہ اس کے فوائد پوچھے تو اسے بتا سکے جائیں گے۔ لیکن احمدی نوجوان اے احمدی نوجوان اے خدا کے مسیح کے بچے۔ تیری سعادت اور کامیابی اسی میں ہے کہ جب حضور کی طرف سے یہ ارشاد ہے۔ کہ ہر ۱۵ سال سے ۴۰ سال کا نوجوان اس کا رکن بنے اور اس تنظیم میں آئے۔ تو بلا توقف اس کا ممبر بن جا۔ پھر اس کے اثرات اپنے اندر تو محسوس کرے گا۔ رکنیت سے پہلے تیرا مختلف توجیہیں کرنا تیری قوت عملیہ کو کم کر دیگا۔

بشیر احمد بیگ
مہتمم تجنید مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

طلبہ میٹرک کیلئے بیس ۲۰ روزہ نصاب

ہمارے نوجوانوں کی ایک خاصی تعداد میٹرک کے امتحان میں شامل ہوئی ہے۔ امتحان سے فراغت کے بعد ان کے لئے خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے زیر اہتمام ۲۲ شہادت (اپریل) تا ۱۲ ہجرت (مئی) ایک بیس روزہ کلاس کھولنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ طلبہ کے وقت کو انشاء اللہ بہترین طریق پر استعمال کرایا جائے گا۔ اور کوشش کی جائے گی۔ کہ ان ۲۰ ایام میں بغیر کسی ناخوشگوار بوجھ کے وہ زیادہ سے زیادہ دینی معلومات حاصل کر سکیں۔ تمام طلبہ جو آنا چاہتے ہوں شعبہ تعلیم کو مطلع فرمائیں۔ تاکہ ان کے لئے رہائش وغیرہ کا انتظام کیا جا سکے۔ قادیان میں مقیم طلبہ بھی ہمیں اپنے شمولیت کے ارادے سے مطلع کریں۔

قائدین اور زعماء کرام ایسے تمام طلبہ کی مجموعی طور پر فہرست مرتب کرا کے شعبہ ہذا میں ارسال کر دیں۔ اور وقت پر ان کو قادیان بھجوا دیں۔ بشارت الرحمن مہتمم تعلیم مجلس مرکزیہ

اعتراضات جمع کر کے بھجوائے جائیں

تبلیغ کرنا ہمارا فرض ہے۔ اور جب ہم تبلیغ کے لئے باہر نکلتے ہیں۔ تو ہم پر کسی نہ کسی طریق سے اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ پس ایسے تمام اعتراضات جمع کرنا ضروری ہے۔ اس کے لئے چاہیئے کہ ہر مجلس کے پاس ایک رجسٹر ہو۔ اور جو خادم تبلیغ کر کے واپس آئے۔ اور دوران تبلیغ میں اس پر جو جو اعتراضات ہوئے ہوں۔ وہ اس میں درج کر دے یا کرا دے۔ اور ہر ایسے تمام اعتراضات قائد مقامی کی معرفت مرکز میں پہنچ جانے چاہئیں۔ اعتراضات درج کرتے وقت یہ نہیں سمجھنا چاہیئے۔ کہ یہ تو جاہلوں اور بے وقوفوں کا سا اعتراض ہے۔ بلکہ سب کے سب اعتراضات درج کرنے ضروری ہیں۔

منور احمد مہتمم تبلیغ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

کارکنان کی فوری ضرورت

دفتر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کو چند کارکنان کی فوری ضرورت ہے۔ ایسے احباب جو محرری کا کام بخوبی کر سکتے ہوں۔ اور خوشخط بھی ہوں۔ وہ اس موقعہ سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ قادیان کی رہائش بذات خود ایک نعمت ہے۔ اس کے ساتھ اگر کام کی صورت بھی ہو تو پھر اس سے فائدہ نہ اٹھانا مناسب نہیں۔ خواہشمند احباب، جلد از جلد پریذیڈنٹ یا امیر جماعت سے تصدیق کرا کر اپنی درخواستیں بھجوا دیں۔ تنخواہ حسب لیاقت دی جائے گی۔ درخواست میں اس امر کا ذکر بھی کریں۔ کہ وہ کم سے کم کیا تنخواہ لیں گے۔

عباس احمد معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

مومن کی ایک خاص علامت

ایمان اور استقلال کبھی جدا نہیں ہو سکتے۔ عدم استقلال عدم ایمان کی علامت ہے مومن پر کبھی سستی کا زنگ نہیں چڑھ سکتا۔ وہ ایک ساکن اور بے جان جوہر نہیں۔ جس سے بدبو اور تعفن کے بادل اٹھتے ہوں۔ بلکہ وہ ایک ایسا تیز اور متحرک رواں دواں دریا ہے۔ جو راستے میں حائل پہاڑوں میں سے اپنا رستہ بنا لیتا ہے۔ وہ ٹھہرتا نہیں۔ کیونکہ اس کے لئے ٹھہرنا موت ہے اور جمود پیام اجل۔ وہ سراپا زندگی ہے اور مجسم حرکت۔

آئیں ہم تمام خدام اپنے اپنے عمل و ایمان کا محاسبہ لیں۔ تا ہم اپنے اوقات کو صحیح رنگ میں خرچ کر سکیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا کے وارث ہو سکیں۔

خاکسار محمد علی مہتمم ایثار و استقلال۔

حساب داران امانت ذاتی توجہ فرماویں

دفتر محاسب کے شعبہ امانت ذاتی میں بمد امانت روپیہ جمع کرانے اور زر امانت کی ادائیگی کا وقت صبح ۹½ سے ۲½ بجے دوپہر تک ہے۔

(۲) ایسے حساب داران امانت ذاتی سے جنہوں نے ابھی تک اپنے دستخطوں کے نمونے بغرض شناخت و ریکارڈ دفتر امانت میں نہ بھیجے ہوں۔ عرض ہے کہ وہ براہ مہربانی بواپسی ڈاک صاف اور واضح نمونہ دستخط ہر دو انگریزی و اردو معہ مکمل پتہ ڈاک افسر انچارج صیغہ امانت صدر انجمن احمدیہ قادیان کو بھیج دیں۔ اور اگر کوئی صاحب انگریزی دان نہ ہوں۔ تو وہ صرف اپنے اردو دستخط کا ہی نمونہ بھیجیں۔ ان پڑھ اصحاب کسی دوسرے شخص سے نام لکھوا کر دستخط کی بجائے نشان انگوٹھا چپ لگائیں۔ نشان انگوٹھا نہایت صاف اور واضح ہو۔ کہ نشان کی لکیریں شمار کی جا سکیں۔ اور نشان انگوٹھا چپ کی تصدیق صدر جماعت سے بایں الفاظ کرا کر بھیجی جائے۔

میں تصدیق کرتا ہوں کہ مسمی ... ولد ... پیشہ ... سکنہ ... ڈاکخانہ ... ضلع ... نے میرے سامنے انگوٹھا لگایا ہے

دستخط ... صدر جماعت احمدیہ ... ڈاکخانہ ... ضلع

ضروری نوٹ:۔ نشان انگوٹھا جب تک مندرجہ ہدایت کے مطابق نہ ہوگا۔ حساب امانت نہیں کھولا جائے گا۔ نہ ہی ایسے نشان کو اغراض ریکارڈ و شناخت کے قابل سمجھا جائے گا۔ ایسے حالات میں ادائیگی رقوم کے آرڈرز کی تعمیل نہ ہونے کی صورت میں دفتر امانت بری الذمہ ہوگا۔

افسر انچارج صیغہ امانت ذاتی صدر انجمن احمدیہ قادیان

ترسیل زر اور انتظامی امور کے متعلق مینیجر الفضل کو مخاطب کیا جائے نہ کہ ایڈیٹر کو

ہندوستان اور جنوبی افریقہ کے درمیان تجارتی معاہدہ

تجارت کا رجحان

آنریبل ڈاکٹر جی۔ ایس۔ کھرے ممبر محکمہ تعلقات دولت مشترکہ نے ۱۲ مارچ ۱۹۴۶ء کو کونسل آف سٹیٹ میں بتایا کہ حکومت ہند نے یونین گورنمنٹ کو مطلع کر دیا ہے۔ کہ وہ جنوبی افریقہ کے ساتھ ہندوستان کے تجارتی معاہدہ کے اختتام کا باقاعدہ نوٹس دینے کا ارادہ کر رہی ہے تجارتی معاہدہ اور ہندوستان اور جنوبی افریقہ کے درمیان تجارتی رجحان کے متعلق حقیقی تفصیلات حسب ذیل ہیں

تجارتی معاہدہ

ہندوستان اور جنوبی افریقہ کے درمیان موجودہ تجارت کے متعلق تجارتی تعلقات اس وقت ان یادداشتوں کے تحت قائم ہیں۔ جو ان دونوں ملکوں کی حکومتوں نے ایک دوسرے کو مارچ ۱۹۳۶ء میں بھیجی تھیں۔ یہ سب یادداشتیں ملا کر ایک عارضی تجارتی معاہدہ کی حیثیت رکھتی ہیں جس کی خاص دفعات حسب ذیل ہیں

(۱) جب ان میں سے کسی ملک کی پیداوار اور مصنوعات وغیرہ دوسرے ملک میں درآمد کی جائیں۔ تو وہاں ان چیزوں پر درآمدی محصول اور ٹیکس وغیرہ لگانے اور دیگر تمام انتظامی امور میں کسی دوسرے ملک سے کم مراعات نہ دی جائیں۔ مگر شرط یہ ہے۔ کہ ان میں کوئی حکومت اس دعویٰ کی مستحق نہ ہوگی۔ کہ اس کو وہی مراعات دی جائیں۔ جو ان دونوں میں سے کسی حکومت نے برطانوی دولت مشترکہ کے کسی ممبر کو یا ان میں سے کسی کے مقبوضہ یا مملوکہ علاقہ کو یا کسی ایسے علاقہ کو جو کسی ایسے ممبر کے زیر انتظام یا زیر حفاظت یا زیر انتداب علاقہ کی حیثیت سے ہو مخصوص طور سے دی گئی ہوں۔ یا آئندہ دی جانے والی ہوں۔

(۲) اگر ان میں سے کوئی حکومت درآمد یا برآمد لائسنس کا طریقہ رائج کرے یا درآمد کی مقدار محدود کرنے کا قانون بنائے تو وہ اس طرح عمل کیا جائے۔ کہ دوسرے ملک کی اشیاء پیداوار اور مصنوعات وغیرہ کے خلاف نہ ہو۔ اور جن شرائط پر لائسنس یا پرمٹ جاری کئے جائیں۔ وہ ان شرائط سے کم موافق نہ ہوں۔ جو کسی اور ملک کی ایسی ہی اشیاء پیداوار اور مصنوعات پر عائد کئے جائیں۔

(۳) اس معاہدہ کی شرائط کے باوجود دونوں میں سے کوئی بھی حکومت کسی ضروری وجہ سے کسی چیز پر خاص محصول لگا کر یا کسی اور طرح اس کی درآمد بند یا محدود کر سکتی ہے۔ بشرطیکہ انہیں وجوہ سے کسی دوسرے ملک سے درآمد ہونے والی اشیاء پیداوار یا مصنوعات پر ایسی ممانعت یا پابندی عائد نہ کی جائے۔

ان دونوں حکومتوں میں سے ہر حکومت کو اختیار حاصل ہے۔ کہ وہ تین مہینے کا نوٹس دے کر اس معاہدہ کو ختم کر دے۔

ہندوستان اور جنوبی افریقہ کی تجارت

۳۹-۱۹۳۸ء کے قبل جنگ سال میں ہندوستان نے جنوبی افریقہ کو ۹۴۲٫۱۳ لاکھ روپے کا مال برآمد کیا۔ اور جنوبی افریقہ سے ۳۴٫۷ لاکھ روپے کا مال درآمد کیا۔ ہندوستان اور جنوبی افریقہ کے درمیان جو تجارت ہوئی۔ اس میں ہندوستان نے بقدر ۱۱۴۷٫۵ لاکھ روپے کا زیادہ مال بھیجا۔ دوران جنگ میں ہندوستان اور جنوبی افریقہ کے درمیان سب سے زیادہ مالیت کی تجارت ۴۵-۱۹۴۴ء میں ہوئی۔ اس دوران میں ہندوستان نے جنوبی افریقہ کو ۱۱۸۶۸ لاکھ روپے کا مال برآمد کیا۔ اور جنوبی افریقہ سے ۲۹۸٫۰ لاکھ روپے کا مال درآمد کیا اور اس تجارت میں ہندوستان نے بقدر ۸۸۹٫۸ لاکھ روپے سے زیادہ مال بھیجا۔

۳۹-۱۹۳۸ء کی تجارت

ہندوستان سے جنوبی افریقہ کو ۳۹-۱۹۳۸ء میں حسب ذیل قیمتوں کی خاص خاص اشیاء بھیجی گئیں۔

نام شے	قیمت لاکھوں روپے کے حساب سے
چاول	۳۱
مونگ پھلی	۶
چمڑا اور پیرافین ویکس	۱ ۱/۲
کافی چائے	۲ ۱/۴
ٹاٹ کی بوریاں ۹۶ ۳/۴ ٹاٹ	۱۱ ۱/۲

جنوبی افریقہ سے ہندوستان کو ۳۹-۱۹۳۸ء میں حسب ذیل قیمتوں کی خاص خاص اشیاء بھیجی گئیں۔

نام شے	قیمت لاکھوں روپے کے حساب سے
کوئلہ اور کوک	۶
دباغت کے لئے چھالین	۲۳

۴۵-۱۹۴۴ء کی تجارت!

۴۵-۱۹۴۴ء میں جنوبی افریقہ سے ہندوستان کی جو کل برآمدی تجارت ہوئی۔ اس کی ۹۰ فی صدی مالیت حسب ذیل اشیاء پر مشتمل تھی:-

اشیاء جو ۴۵-۱۹۴۴ء میں جنوبی افریقہ کو برآمد کی گئیں۔

نام شے	قیمت لاکھوں روپے کے حساب سے
سوتی کپڑے کے تھان اسمیں بٹا ہوا سوت اور تاگا شامل ہے	۲۸۷
جوٹ کی بوریاں اور کپڑے	۴۲۹
مونگ پھلی	۹۵
پیرافین ویکس	۷۳
چائے	۳۳
پوشاک۔ بساطی کا سامان اور کلاہ سازی کا سامان	۱۵
اونی قالین اور کمبل	۷۵
السی کا تیل	۲۸
بھیڑ کی کھالیں۔ کمائی ہوئی اور کچا چمڑا	۴۰

جنوبی افریقہ سے ہندوستان کو ۴۵-۱۹۴۴ء میں حسب ذیل قیمتوں کی خاص خاص اشیاء بھیجی گئیں۔

اشیاء جو ۴۵-۱۹۴۴ء میں جنوبی افریقہ سے درآمد کی گئیں

نام شے	قیمت لاکھوں روپے کے حساب سے
دوسرے نائیٹرو مرکب اور پھٹنے والے مادے	۱۹
دباغت کے لئے چھالیں	۴۵ ۳/۴
دباغت اور رنگائی کے دوسرے سامان	۱۵
اسپرٹ	۱۴
تانبے کی سلاخیں	۲۰۶ ۳/۴
ہیرے	۸۹ ۱/۲

درآمد برآمد کی ان اشیاء کی تجارت کرنے والے احمدی احباب کو ان تجارتی معلومات سے فائدہ اٹھا کر اپنی تجارت کو فروغ دینے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

درخواست دعا

میرے والد محترم مولوی محمد عثمان صاحب جو عرصہ ایک ماہ سے بعارضہ فالج علیل ہیں۔ ان کو اب بفضلہ تعالیٰ آہستہ آہستہ افاقہ ہو رہا ہے۔ درمیان میں حالت زیادہ خراب ہو گئی تھی۔ بائیں ہاتھ۔ بائیں پیر اور زبان کی حرکت بالکل مفقود ہو چکی تھی۔ آخر اسی پریشانی میں ۹ فروری کو حضرت مصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ایک ایکسپریس تار درخواست دعا کا روانہ کیا۔ عجیب ایمان افزا اور مسرت انگیز واقعہ ہوا۔ کہ تار بھیجنے کے بعد سے ہی اللہ تعالیٰ کے فضل سے حالت سدھرنا شروع ہو گئی۔ اور اس دن کے بعد سے پھر افاقہ ہی ہوتا رہا ہے۔

چونکہ بیماری سخت ہے۔ اس لئے ابھی تک خود کچھ اٹھ کر بیٹھ نہیں سکتے۔ البتہ پیر کو لیٹے لیٹے پھیلا اور سمیٹ لیتے ہیں۔ ہاتھ کو حرکت دے لیتے ہیں۔ اور زبان سے کچھ کچھ گھبرا کر بات بھی کر لیتے ہیں۔ لیکن بلڈ پریشر کسی طرح کم نہیں ہو رہا ہے ہمیشہ ۲۰۰ سے اوپر رہتا ہے۔ ان حالات میں ابھی وہ دعاؤں کے بہت زیادہ محتاج ہیں۔ لہذا بزرگان سلسلہ اور دیگر احباب سے عاجزانہ التماس ہے۔ کہ والد صاحب کی صحت کاملہ عاجلہ اور درازی عمر کے واسطے خاص طور پر دعا فرماتے رہیں

محمد یٰسین از لکھنؤ

کیا آپ روزانہ چلتے پھرتے تبلیغ کرتے ہیں۔ مہتمم مجلس خدام الاحمدیہ

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

بمبئی ۱۵ مارچ۔ گاندھی جی نے ایک تقریر کے دوران میں یہ واضح اور غیر مبہم اشارہ کیا کہ اگر برطانوی وزراء کے مشن۔ نے ہندوستان کو مکمل آزادی دینے کا وعدہ پورا نہ کیا۔ تو ہو سکتا ہے۔ کہ ہندوستان کی آزادی کا مسئلہ حل کرنے کے لئے کانگرس کو ستیہ آگرہ کی ایک نئی تحریک شروع کرنے کے لئے کہا جائے۔

لنڈن ۱۵ مارچ۔ مسٹر ایٹلی وزیر اعظم برطانیہ نے دار العوام میں وزراء کے مشن کے متعلق ایک بیان دیتے ہوئے کہا۔ کہ ہندوستان کو اپنا آئین خود بنانا چاہیئے۔ اور یہ فیصلہ بھی کرنا چاہیئے۔ کہ دنیا میں ان کی پوزیشن کیا ہو۔ مجھے امید ہے۔ کہ ہندوستانی اپنی مرضی سے آزاد لوگوں کی آزاد ایسوسی ایشن میں رہینگے۔ اگر ہندوستانیوں نے مکمل خود مختاری اور آزادی حاصل کرنے کا فیصلہ کیا۔ تو برطانیہ اس آزادی کے حصول میں ہندوستانیوں کی مدد کرے گا۔

لاہور ۱۶ مارچ۔ حکومت پنجاب نے اعلان شائع کیا ہے۔ جس کی رو سے اجناس خوردنی مثلاً گندم۔ جو۔ چنے۔ دالیں۔ جوار۔ باجرہ مکی اور چاول کے ساتھ ساتھ ان اجناس سے تیار کی ہوئی اشیاء کو بھی صوبہ دہلی بھیجنے کی ممانعت کر دی گئی ہے۔

حیدر آباد ۱۵ مارچ۔ مسلمانوں کے ایک مشتعل ہجوم نے آج یہاں فساد برپا کر دیا۔ انہوں نے ریاست حیدر آباد کے وزیر اعظم نواب صاحب چھتاری کے محل کو آگ لگا دی۔ محل جل کر خاکستر ہو گیا۔ اور نواب صاحب زخمی ہو گئے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ شہر سے آٹھ میل دور ایک متنازعہ مسجد کو حضور نظام کی کونسل کی منظوری سے مسمار کر دیا گیا تھا۔ مسلمان جماعتوں نے اسی وقت سے ایجی ٹیشن شروع کر رکھی ہے۔ آج ۵ ہزار مسلمانوں کے ایک احتجاجی جلوس نے حیدر آباد کے بڑے بڑے بازاروں کا چکر لگایا۔

ماسکو ۱۶ مارچ۔ سوویٹ روس کے پلیننگ [illegible] کے چیئرمین ایم وزنیسنسکی نے سپریم سوویٹ اور کونسل کے مشترکہ اجلاس میں بتایا ہے۔ کہ روسی فوجوں کو زمانہ جدید کے بہترین اسلحہ جات سے مسلح کیا جائے گا۔ کیونکہ سرمایہ دار ایک نئی جنگ کی طرف قدم بڑھا رہے ہیں۔

لنڈن ۱۶ مارچ۔ چرچل کی تقریر پر سٹالن نے جو تنقید کی ہے۔ اس کا جواب حکومت برطانیہ نہیں دے گی۔ کیونکہ مسٹر چرچل حکومت برطانیہ کے رکن نہیں ہیں۔ نہ انہوں نے یہ تقریر حکومت برطانیہ کے ترجمان کی حیثیت سے کی ہے۔ ایران کے معاملات پر لنڈن میں اسی دلچسپی کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ جیسا امریکہ میں۔ لیکن فرق صرف اس قدر ہے۔ کہ واشنگٹن میں اضطراب پایا جاتا ہے۔ جبکہ لنڈن میں متانت سے حالات پر غور و خوض کیا جا رہا ہے۔

لنڈن ۱۶ مارچ۔ بوڈاپسٹ میں لاکھوں افراد بھوکوں مر رہے ہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ شہر میں خوراک نہیں ملتی۔ یورپ کے تمام ممالک سے بہترین کھانا یہاں دستیاب ہو سکتا ہے۔ مگر وہ گراں بہت ہے۔

واشنگٹن ۱۶ مارچ۔ ڈپلومیٹک افسروں نے کل رات یہ انکشاف کیا ہے۔ کہ حکومت ریاستہائے متحدہ امریکہ نے ترکی اور ایران کو یقین دلایا ہے۔ کہ اگر ان کے خلاف اتحادی اقوام کے منشور کے خلاف کوئی جارحانہ اقدام کیا گیا۔ تو امریکہ ان کی پوری حمایت کرے گا۔

کراچی ۱۶ مارچ۔ وزارت سندھ کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پر ۱۹ مارچ کو بحث ہو گی۔

لاہور ۱۶ مارچ۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور نے زیر دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری ایک حکم جاری کیا ہے۔ جس میں حکم دیا گیا ہے۔ کہ لاہور کارپوریشن کی حدود میں کوئی شخص ہتھیار یا ایسی چیز جو بطور ہتھیار استعمال ہو سکتی ہے۔ (ما سوائے کرپان کے) لیکر نہیں چلے گا (۲) کسی پبلک جگہ میں ۵ یا ۵ سے زیادہ اشخاص کے مجمع میں شامل نہیں ہوگا۔ سوائے مذہبی ماتم جلوس یا شادی کے جلوس کے۔ (۳) کسی پبلک جلسہ میں شامل نہیں ہوگا۔ (۴) فرقہ وارانہ نوعیت کے کسی مظاہرہ میں حصہ نہیں لے گا۔ یہ حکم ۲۱ یوم تک نافذ رہے گا۔

لنڈن ۱۶ مارچ۔ وزیر اعظم برطانیہ مسٹر ایٹلی نے کل ایوان عام میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ اگر ہندوستان برطانیہ سے کامل آزادی چاہے۔ تو وہ اس کا حق رکھتا ہے۔

لاہور ۱۶ مارچ۔ پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی کا بجٹ سیشن ۲۱ مارچ کو شروع ہوگا۔ اسی روز ممبران کے حلف وفاداری لینے کے بعد سپیکر کا انتخاب عمل میں آئے گا۔ غالباً اسی روز پنجاب اسمبلی کی لیگ اور کولیشن پارٹیوں میں طاقت آزمائی ہوگی۔ ڈپٹی سپیکر کا انتخاب ۲۶ مارچ کو ہوگا۔ بجٹ ۲۲ مارچ کو پیش ہوگا۔ اور اس پر عام بحث ۲۳ اور ۲۵ مارچ کو ہوگی۔ اس کے بعد مطالبات زر پیش کئے جائینگے۔ بجٹ سیشن دس دن تک رہے گا۔ اگر ضرورت پڑی۔ تو اس میں توسیع کر دی جائے گی۔

طہران ۱۶ مارچ۔ آذربائیجان کا نائب وزیر جنگ غلام یحیٰی زنجان میں گولی لگنے سے ہلاک ہو گیا۔

انبالہ ۱۶ مارچ۔ احرار لیڈروں نے پنجاب اسمبلی کی چند نشستوں پر انتخابی عذرداریاں دائر کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

لنڈن ۱۶ مارچ۔ مشرقی یورپ کے برطانی سفارت خانوں میں روس کے خلاف جنگ کی باتیں اعلانیہ ہو رہی ہیں۔ روس نے جو خیر سگالی کا جذبہ پیدا کیا تھا۔ وہ منچوریا اور ایران میں اس کے اقدامات کے باعث زائل ہو گیا۔

نیویارک ۱۵ مارچ۔ ایرانی وزیر دفاع جنرل احمد احمدی نے طہران میں پریس کانفرنس منعقد کی۔ جس میں آپ نے اعلان کیا۔ کہ اگر روسی فوجوں نے ایرانی دار الحکومت کا رخ کیا۔ تو میری فوج ان کا سخت مقابلہ کریگی۔ جنرل صاحب نے آج اعلیحضرت شاہ ایران سے ملاقات کی معلوم ہوا ہے۔ کہ اعلیحضرت ایران و روس کے معاملے کو جمعیت اتحاد امم میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ جس کا آئندہ اجلاس امریکہ میں ہو رہا ہے۔ واشنگٹن کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ امریکن حکام نے فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ سوویٹ یونین نے ایران میں جو بحر کود مچا رکھی ہے اس کا ذکر لازمی طور پر جمعیت اتحاد امم کی سیکیورٹی کونسل میں کیا جائے۔ اگر دولت متحدہ جماہیر امریکہ اس سوال کو اٹھانا چاہے۔ تو اس کے لئے قانونی طریق کار یہ ہے کہ روس اور ایران میں جو مذاکرات ہو چکے ہیں۔ اس کی روئیداد طلب کی جائے۔

لنڈن ۱۵ مارچ۔ برطانوی کابینہ کے ہندوستان جانے والے وفد پر حاوی ہونے والا مسودہ قانون آج دوسری قرأت کے لئے پارلیمنٹ کے ایوان میں پیش ہوا۔ یہ بل ایوان امراء میں پاس ہو چکا ہے۔ نائب وزیر ہند مسٹر آرتھر ہنڈرسن نے بیان کیا ہے۔ کہ اس بل کے رو سے گورنر جنرل کی ایگزیکٹو کونسل کے ممبروں کی اہلیت کے متعلق قانون حکومت ہند مجریہ ۱۹۳۵ء کی ترمیم کر دی گئی ہے۔ اور قانون سازی کے لئے ہندوستانی مجلس وضع آئین کے اختیارات کو عارضی طور پر وسیع کر دیا گیا ہے۔ جنگ کے دوران میں جو ہنگامی قانون منظور ہوئے تھے۔ وہ یکم اکتوبر ۱۹۴۶ء کو ختم ہو جائیں گے۔

مجلس آئین ساز کو تجارت حرفت اور بیکاری کے متعلق قانون سازی کا اختیار دے دیا گیا ہے۔ ہندوستان کو قحط کی مصیبت کا خطرہ درپیش ہے۔ اس لئے یہ ضروری ہے۔ کہ اناج وغیرہ کے متعلق قانون سازی کا اختیار لیجسلیچر کو حاصل ہو۔ اس بل کی رو سے حکومت اس زمین یا مکان کو اپنے قبضہ میں رکھ سکے گی۔ جس کی اسے ضرورت ہو۔

چن کن ۱۴ مارچ۔ حکومت چین کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ ۴۰ ہزار کمیونسٹ چن چراٹ کی طرف یلغار کر رہے ہیں۔ یہ مقام چن ٹیہہ کے دار الحکومت جیہول سے ۴۰ میل دور مشرق کی طرف واقع ہے۔ کمیونسٹ فوجیں چویان اور یہنائی شاؤ کے درمیان ریلوے کے سلسلوں پر حملے کر رہی ہیں۔ ایک اور اطلاع مظہر ہے کہ کمیونسٹوں نے ۷ ماہ سے صوبہ ہوپی کے انتہائی جنوبی شہر ین نین کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ چینی طیاروں نے فاقہ کش محصور آبادی کے لئے ۹ ہزار پاؤنڈ سامان خوراک پھینکا۔

کلکتہ ۱۶ مارچ۔ بنگال میں انتخابات آج سے شروع ہیں۔ جو ۲۴ مارچ تک سارے صوبہ میں ختم ہو جائیں گے۔ اب تک ۵۰ امیدوار بلا مقابلہ منتخب ہو چکے ہیں۔ جن میں سے ۱۵ کانگرسی ۱۱ مسلم لیگی ۲۲ یورپین ایک ہندو مہا سبھائی اور ایک آزاد ہے۔